عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

شمارہ: ۳۹ | ۱۲تا۱۸/رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶تا۲۲/اکتوبر ۲۰۰۵ء | جلد ۲۴

اسلام اور انسانی حقوق

بنیاد پرستوں اور بنیاد پرستی کے خلاف عالمی مہم

اسلام کے امتیازی اوصاف

رمضان المبارک

بخششوں کا مہینہ

رحمتوں کا مہینہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

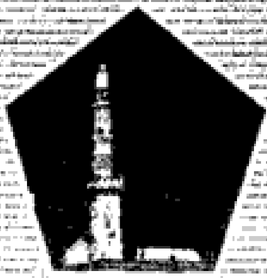

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

روزہ دار کی سحری و افطار میں اسی جگہ کے وقت کا اعتبار ہوگا جہاں وہ ہے:

س:...... میرے بھائی جان عرب امارات سے روزہ رکھ کر آئے اور یہاں کراچی کے وقت کے مطابق روزہ افطار کیا حالانکہ وہ علاقہ کراچی سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے کیا اس طرح انہوں نے ایک گھنٹہ پہلے روزہ افطار کرلیا؟ روزہ کا افطار صحیح ہوا کہ غلط؟ اگر غلط ہوا تو کیا روزہ کی قضا ہوگی؟

ج:...... اصول یہ ہے کہ روزہ رکھنے اور افطار کا اعتبار ہے جہاں آدمی روزہ رکھتے وقت اور افطار کرتے وقت موجود ہو، پس جو شخص عرب ممالک سے روزہ رکھ کر کراچی آئے اس کو کراچی کے وقت کے مطابق افطار کرنا ہوگا۔ اور جو شخص پاکستان سے روزہ رکھ کر مثلاً سعودی عرب گیا ہو اس کو وہاں کے غروب کے بعد روزہ افطار کرنا ہوگا، اس کے لئے کراچی کے غروب کا اعتبار نہیں۔

روزے میں بھول کر کھانا یا قے کرنا:

س:...... فرض کریں زید نے بھول کر کھانا کھالیا، بعد میں یاد آیا کہ وہ تو روزے سے تھا اب اس نے یہ سمجھ کر کہ روزہ تو رہا نہیں کچھ اور کھا پی لیا تو کیا قضا کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا؟ اسی طرح اگر کسی نے قے کرنے کے بعد کچھ کھایا پیا تو کیا حکم ہے؟

ج:...... کسی نے بھولے سے کچھ کھا پی لیا تھا اور یہ سمجھ کر کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، قصداً کھا پی لیا تو قضا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی کو قے ہوئی اور پھر یہ خیال کرکے کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے کچھ کھا پی لیا، تو اس صورت میں قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہ ہوگا، لیکن اگر اسے یہ مسئلہ معلوم تھا کہ قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس کے باوجود کچھ کھا پی لیا تو اس صورت میں اس کے ذمہ قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

اگر غلطی سے افطار کرلیا تو صرف قضا واجب ہے، کفارہ نہیں:

س:...... اس مرتبہ رمضان المبارک میں میرے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا، وہ یہ کہ میں روزہ سے تھا۔ عصر کی نماز پڑھ کر آیا تو تلاوت کرنے بیٹھ گیا، تلاوت ختم کی تو افطاری کے سلسلے میں کام میں لگ گیا۔ واضح ہو کہ میں گھر میں اکیلا رہ رہا ہوں، سالن وغیرہ بنایا، کچھ حسب معمول شربت، دودھ وغیرہ بنا کر رکھا۔ باورچی خانہ سے واپس آیا تو خیال آیا کہ چونکہ ہمارے یہاں روزہ چار بج کر پچاس منٹ پر افطار ہوتا ہے، چالیس منٹ پر کچھ پکوڑے بنالوں گا۔ تیرا اپنے خیال کے مطابق چالیس منٹ پر باورچی خانہ میں گیا، پکوڑے بنانے لگ گیا، چار بج کر پچاس منٹ پر تمام افطاری کا سامان رکھ کر میز پر بیٹھ گیا، مگر اذان سنائی نہ دی، ایئر کنڈیشن بند کیا، پھر بھی کوئی آواز نہ آئی، پھر فون پر وقت معلوم کیا تو چار بج کر پچپن منٹ ہوچکے تھے، میں نے سمجھا کہ اذان سنائی نہیں دی، ممکن ہے کہ مائیک خراب ہو یا کوئی اور وجہ ہو، اس لئے میں نے روزہ افطار کرلیا، پھر مغرب کی نماز پڑھی، میں عموماً افطاری کے بعد ریڈیو لگاتا تھا مگر اس روز وہ بھی نہ لگا، اسی اثنا میں مجھے اچانک خیال آیا کہ روزہ تو پانچ بج کر پچاس منٹ پر افطار ہوتا ہے۔ بس افسوس اور پشیمانی کے سوا کیا کرسکتا تھا۔ پھر کلی کی۔ چند منٹ باقی تھے دوبارہ روزہ افطار کیا اور مغرب کی نماز پڑھی۔

براہ کرم آپ مجھے اس کوتاہی کے متعلق بتائیں کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے تو صرف قضا واجب ہے یا کفارہ؟ اور اگر کفارہ واجب ہے تو کیا میں صحت مند ہوتے ہوئے بھی ساٹھ مسکینوں کو بطور کفارہ کھانا کھلا سکتا ہوں؟ مفصل جواب سے نوازیں۔ مولانا صاحب مجھے سمجھ نہیں آرہی میں نے کس طرح پانچ بجکر پچاس منٹ کے بجائے چار بجکر پچاس منٹ کو افطاری کا وقت سمجھ لیا اور اپنے خیال کے مطابق لیٹ افطار کیا۔

ج:...... آپ کا روزہ تو ٹوٹ گیا مگر چونکہ غلط فہمی کی بنا پر روزہ توڑ لیا اس لئے آپ کے ذمہ صرف قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

جلد:۲۴ شمارہ:۳۹ ۱۲تا۱۸/رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶تا۲۲/اکتوبر ۲۰۰۵ء

مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا اللہ وسایا

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا نذیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کرانا
نائب مہتمم: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و کمپوزنگ: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

فہرست

الحمد للہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی شاندار کامیابی	(اداریہ)	4
رمضان المبارک......رحمتوں اور بخششوں کا مہینہ	(مفتی ابو روح محمد دین پوری)	6
بنیاد پرستوں اور بنیاد پرستی کے خلاف عالمی مہم	(مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ)	9
اسلام کے امتیازی اوصاف	(مولانا سید حامد میاںؒ)	11
اسلام اور انسانی حقوق	(مفتی احتشام الحق)	14
تحریک ختم نبوت......ایک تاریخی جائزہ	(حاجی عبدالقیوم مدینہ منورہ)	17
انسانی حقوق......اسلامی تناظر میں	(مولانا محمد جسیم الدین قاسمی)	21
دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا؟	(مولانا حبیب الرحمن عثمانی)	25
حکمت اصلاح کا ایک نمونہ	(مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ)	27

زر تعاون بیرون ملک امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ، بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 الائیڈ بینک لمیٹڈ ... 927-2 اکاؤنٹ نمبر ... برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی
Jama Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ!

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی شاندار کامیابی

الحمد للہ! ۲۹‘ ۳۰/ستمبر کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔ حاضرین کی بھرپور شرکت‘ مقررین کی پُر جوش تقریروں اور قائدین کے عزم و ولولہ سے پُر خطابات نے یہ ثابت کر دیا کہ تمام مکاتب فکر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے سدباب کے لئے متحد ہیں۔ امسال کانفرنس سے قائد حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل حضرت مولانا فضل الرحمن کے علاوہ حضرت علامہ عبدالستار تونسوی‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید کہروڑپکا‘ نوابزادہ منصور احمد خان‘ مولانا عبدالحمید وٹو‘ مولانا عبدالغفور حقانی‘ مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری‘ شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک‘ مولانا سعید احمد جلال پوری‘ علامہ احمد میاں حمادی‘ قاضی محمد ارشد الحسینی‘ مولانا عبدالقیوم حقانی‘ مولانا سید جاوید حسین شاہ‘ مولانا قاری محمد یٰسین‘ مولانا عزیز الرحمن ہزاروی‘ مولانا پیر سیف اللہ خالد‘ مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی‘ صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا محمد مراد ہالیجوی‘ مولانا سید عبدالوہاب حاصل پوری‘ قاری خلیل احمد بندھانی اور دیگر ممتاز علمائے کرام و مشائخ عظام نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے اپنی تقریروں میں عقیدۂ ختم نبوت پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام میں اس کی مرکزی حیثیت کو واضح کیا۔ انہوں نے ثابت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک پوری امت محمدیہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا‘ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس وقت آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے قبل دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ علمائے کرام نے قادیانیوں کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا اور عوام الناس پر واضح کیا کہ قادیانیت کسی مذہبی تحریک کا نام نہیں بلکہ یہ انگریز سامراج کے خود کاشتہ پودے کا نام ہے‘ جسے انگریز نے برصغیر میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کے لئے کاشت کیا تھا۔ قادیانیوں نے ہر دور میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور موجودہ دور میں بھی وہ اسلام دشمن قوتوں کے گماشتوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے قادیانیت کو اس کے منطقی انجام سے دوچار کرنے اور قادیانی سرگرمیوں کے آگے بند باندھنے کا عزم کیا۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے پورے ملک سے آنے والے قافلوں اور وفود کی بھرپور شرکت نے ان کی عقیدۂ ختم نبوت سے دیرینہ وابستگی اور قادیانیت سے بیزاری کا ثبوت فراہم کیا۔ کانفرنس میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ اگلے شماروں میں ملاحظہ فرمایئے گا۔

ردقادیانیت وعیسائیت کورس چناب نگر کا اختتام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ امسال تین سو سے زائد طلباء نے کورس میں شرکت کی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری‘ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ مولانا غلام مرتضیٰ‘ مولانا محمد انور‘ مولانا عبدالقدوس قارن‘

حاجی اشتیاق احمد اور مولانا اللہ وسایا نے طلباء کو عقیدۂ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے موضوع پر مختلف اسباق پڑھائے۔ کورس کے اختتام پر ختم نبوت کانفرنس کے شرکاء کی موجودگی میں کورس کے طلباء کو اسناد تقسیم کی گئیں۔ امید ہے کہ یہ طلباء مختلف مقامات پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کا فریضہ انجام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور کورس میں ان کی شرکت کو قبول فرمائے۔

حضرت مولانا خدا بخش کا سانحہ ارتحال

عقیدۂ ختم نبوت کے عظیم داعی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ' فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات ؒ کے شاگرد رشید' رد قادیانیت و عیسائیت کورس چناب نگر کے مدرس حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹/ستمبر ۲۰۰۵ء کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا مرحوم دارالعلوم کبیر والا کے فارغ التحصیل تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالخالقؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم' حضرت مولانا علی محمدؒ حضرت مولانا منظور الحق' حضرت مولانا ظہور الحق ایسے حضرات شامل ہیں۔ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ تعلیم الابرار ملتان میں تدریس کی۔ بعد ازاں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے بحیثیت مبلغ وابستہ ہوگئے اور تادم مرگ اس سے وابستہ رہے۔ ۳۸ سال کے لگ بھگ عرصہ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کے لئے بے مثال جدوجہد کی۔ ڈیرہ غازی خان' بہاولپور اور بہاولنگر کے اضلاع میں آپ نے جماعتی مبلغ کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ جب چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا تو وہاں ریلوے اسٹیشن پر محمدیہ مسجد کے نام سے پہلی مسجد کی تعمیر آپ ہی کے دور میں شروع ہوئی۔ تردید قادیانیت کے فن میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ بہترین مناظر تھے۔ آخری عمر میں شوگر کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ' نائب امیر مرکزیہ سید الاولیاء حضرت اقدس مولانا سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ' ناظم اعلیٰ حضرت اقدس مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم العالیہ' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا بشیر احمد' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت تمام زعماء وکارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر حضرت مرحوم کے لواحقین وپسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے حضرت مرحوم کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور حضرت مرحوم کو پروانہ مغفرت عطا فرما کر بلند درجات پر فائز فرمائے' اللہ رب العزت حضرت مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

رمضان المبارک

بخششوں کا مہینہ
رحمتوں کا مہینہ

مفتی ابو رومیثہ دین پوری

الحمد لحضرۃ الجلالۃ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ وعلی الہ واصحابہ اللذین اوفوا عہدہ. اما بعد!

ماہ رمضان اپنی لاتناہی برکتوں' بے پناہ رحمتوں' لامحدود انعامات اور امتیازی خصوصیات کو سمیٹے ہوئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہے' جیسے سرکش شیطان قید کر دیے گئے' اعمال کا اجر و ثواب بڑھا دیا گیا' جنت کو صالحین کے لئے مزین کر دیا گیا' ہزار مہینوں سے افضل رات بھی دے دی گئی' پہلے عشرہ کو ذات ذوالمنن کے بحر رحمت کی جولانیوں کا مظہر قرار دے دیا گیا' دوسرے عشرے کو مغفرت' بخشش اور گناہوں کی معافی کے پروانے جاری کرنے کے لئے منتخب کر لیا گیا' آخر تو آخر ہے' جہنم سے آزادی اور چھٹکارے کے لئے احسان الٰہی' رحمت خداوندی بہانوں کی تلاش میں گم ہوگئی کیونکہ وہ تو تھوڑی سی توجہ اور رجوع الی اللہ سے موسلا دھار برستی ہے۔

کس قدر سعادت مندی ہے کہ ماہ رمضان کی ان ساعتوں کو قیمتی اور غنیمت جان کر ان سے پورے طور پر نفع اٹھایا جائے کیونکہ:

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

روزہ کا مفہوم و فلسفہ:

روزہ ارکان اسلام میں سے تیسرا اہم رکن اور عمود ہے۔ عربی میں اس کو "صوم" سے تعبیر کیا جاتا ہے' جس کے لفظی معنی "روکنے اور چپ رہنے" کے ہیں۔ بعض مواضع میں صوم کو صبر بھی کہا گیا ہے اور صبر کا معنی ضبط نفس' ثابت قدمی اور استقلال ہے' ان معانی لغویہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ دین اسلام کی اصطلاح میں روزہ کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ ہوائے نفسانی' خواہش بہیمی سے اپنے آپ کو روکنا اور حرص و ہوس کے پھسلا دینے والے مواقع میں ثابت قدم رہنے کا نام "صوم" ہے۔ عام طور پر نفسانی خواہشات کا مظہر تین چیزیں ہیں: کھانا' پینا اور مرد و عورت کے جنسی تعلقات۔ ان اشیاء ثلاثہ سے ایک مدت متعینہ تک رکے رہنے کا نام اصطلاح فقہ و شرع میں صوم ہے' لیکن ان ظاہری خواہشات کھانے پینے وغیرہ سے رکے رہنے کا نام ہی روزہ نہیں بلکہ باطنی خواہشات اور برائیوں سے دل و دماغ' اعضاء و جوارح کا محفوظ رکھنا بھی روزہ کے معنی و مفہوم میں داخل ہے' حق تعالیٰ شانہ کے خاص بندوں کے نزدیک روزہ کی حقیقت بھی ہے کہ ایام رمضان میں ظاہری خواہشات سے رکے رہنے کے ساتھ ساتھ باطنی برائیوں سے بھی اجتناب و احتراز کیا جائے۔

روزہ امراض روحانیہ کے لئے اللہ جل مجدہ کی طرف سے اکسیر اعظم ہے' چونکہ یہ ایک قسم کی دوا ہے اور دوا کو بقدر دوا ہی ہونا چاہئے' اگر پورا سال اس دوا میں صرف کر دیا جاتا تو ایک غیر طبعی' غیر موزوں علاج ہوتا اور مسلمانوں کی جسمانی جد و جہد کا خاتمہ ہو جاتا' ان کی فلفتگی مزاج مٹ جاتی اور عمر کی طبع مضمحل ہو کر رہ جاتی' اور اگر ایک دو دن کا تنگ و محدود زمانہ رکھا جاتا تو اتنی قلیل مدت میں وہ مقاصد حاصل نہ ہوتے جن کے لئے روزہ کی مشروعیت اور فرضیت ہوئی' چنانچہ ایک ماہ کی مدت عبادۃ صوم کی ادائیگی کے لئے تخصیص و تحدید کر دی گئی' تاکہ افراد ملت بیک وقت اس فریضہ خداوندی کو ادا کر کے اسلام کے نظام وحدت کا مظاہرہ کریں' پھر اس کے لئے وہی زمانہ اور مہینہ مناسب ہوا جس میں قرآن حکیم کا نزول شروع ہوا۔

اسلامی عبادات و احکام کا قالب روح سے مزین ہے اور ان میں روحانیت خواب جلوہ گر ہے' ان سے جسمانی ریاضت مقصد نہیں' اگرچہ ضمناً وجہاً حاصل ہوتی ہے' ورنہ تو نماز سے پہلے روزہ کی فرضیت ہوتی اس لئے کہ روزہ عرف عام میں فاقہ کشی کا نام ہے۔ اہل عرب کو معاشی و اقتصادی بدحالی کی وجہ سے اکثر یہ سعادت نصیب ہو جاتی تھی' اہل عرب نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء سے تمدنی تعلقات منقطع کر لئے تھے تو اس حالت میں روزہ ہی ایک ایسا فریضہ تھا جو عرب کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے خصوصاً موزوں تھا۔ نیز یہ کہ نماز و حج کی طرح اس میں کسی قسم کی مزاحمت کا خدشہ بھی نہ تھا

بلکہ یہ ایک خاموش طریقہ عبادت تھا' جسے آسانی سے بلا روک ٹوک جاری رکھا جاسکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ روزہ کی مشروعیت بعد میں ہوئی کیونکہ دین اسلام میں عبادات کو امراض روحانی کا علاج قرار دیا گیا ہے' جن کا استعمال اسی وقت ہوگا جب امراض پیدا ہوجائیں یا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو' یہ امراض قوئی شہوانیہ کی شیفتگی' دنیاوی ریل پیل کی محبت اور لذات حسیہ کے انہماک سے پیدا ہوسکتے تھے جبکہ مکہ مکرمہ میں یہ تمام تر ساز وسامان مفقود تھا' سرور عالمؐ مدینہ طیبہ تشریف لائے' کفار کے ظلم سے نجات ملی' فتوحات کا باب وسیع ہوا' اب وہ وقت آ گیا یا آنے والا تھا کہ دنیا اپنی اصلی صورت میں آ کر مسلمانوں کو اپنے جال میں گرفتار اور اپنے حسن کا پرستار کرے' اس مرض کے پیدا ہونے سے پیشتر احتیاط کی ضرورت تھی اور وہ روزہ کی فرضیت کی شکل میں آ کر پوری ہوئی۔

مذکورہ بالا کلام سے ان بے دانش دانشوروں کی کج فہمی کا ازالہ اور ناواقفیت کا دفعیہ بھی ہوگیا' جنہوں نے عبادات کے سلسلہ میں فلسفیانہ موشگافیاں کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو اکثر فاقوں کی نوبت آئی تھی' اس لئے ان کو صبر کا خوگر بنایا گیا اور روزہ کو لازم کیا گیا جبکہ احکام دین اور اصول اسلام کے مطابق روزہ کا وجوب جس طرح فاقہ کشوں کے حق میں ہے' اسی طرح شکم سیروں کے حق میں بھی ہے۔

روزہ کے فضائل:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں بطور خاص دی گئیں ہیں جو دوسری امتوں کو نہیں ملی ہیں:

اول:...... یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (بدبو کے بجائے صرف بو احسن ہے) اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

دوم:...... یہ کہ ان کے لئے دریاؤں کی مچھلیاں تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔

سوم:...... یہ کہ جنت ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے' پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے دنیا کی مشقتیں پھینک کر تیری طرف آئیں۔

چہارم:...... سرکش شیطان قید کردیئے جاتے ہیں' وہ رمضان میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے' جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں۔

پنجم:...... رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (رواہ احمد)

حدیث میں ارشاد ہے:

"اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان کیا چیز ہے' تو وہ اس بات کی تمنا کریں کہ سارا سال رمضان ہوجائے' جو شخص بلا کسی عذر شرعی کے ایک دن رمضان کا روزہ نہ رکھے' غیر رمضان چاہے تمام عمر روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔" (رواہ الترمذی فی کتاب الصوم)

جیسے ظاہری دشمن سے مدافعت کی جاتی ہے' بعینہ روزہ سے باطنی دشمن شیطان' ہوائے نفس سے دفاع کیا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل نے اس شخص پر بددعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی کہ جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کروائی' گناہوں کی معافی و تلافی نہ کروائی ہو' اگر رمضان کا خیر و برکت' بخشش و رحمت کا مہینہ بھی غفلت' تکاسل وتساہل اور گناہوں کی آلودگیوں میں گزر جائے تو ایسے شخص کی ہلاکت میں اور مستوجب وعید ہونے میں کیا تامل ہے؟ اس زمانہ میں جب اللہ کی رحمت بارش کی طرح موسلا دھار برستی ہے' کوئی شخص اپنی بداعمالیوں' سیاہ کاریوں کے سبب مغفرت سے محروم رہتا ہے اور توبہ وانابت الی اللہ نہیں کرتا تو اس کے لئے اور کون سا لمحہ سعادت ہوگا جو ذریعہ نجات ہوجائے گا۔ ان ایام میں رحمت خداوندی بار بار اپنی طرف دعوت دے رہی ہوتی ہے' ایسی حالت میں غفلت کا پردا تار کرکے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانا ہی خوش بختی ہے۔

روزہ اور اس کے آداب:

اول:...... صوفیاء ومشائخ نے روزہ کے بہت سے آداب ذکر کئے ہیں' اولاً یہ کہ نگاہ کی حفاظت کی جائے کہ کسی بے محل جگہ پر نظر نہ پڑے حتیٰ کہ اپنی بیوی کو بھی نظر شہوت سے نہ دیکھا ہو' لہو ولعب' لغویات و خرافات اور ناجائز کاموں میں نہ پڑے' حاصل یہ کہ آنکھ کا ایسا استعمال جس سے شریعت نے روکا ہو نہ کرے۔

دوم:...... زبان کی حفاظت ہے' جھوٹ' بدگوئی' سب وشتم' غیبت' چغل خوری وغیرہ تمام چیزوں سے احتراز کرے' زبان سے جو گناہ صادر ہوتے ہیں بالکل بے لذت ہوتے ہیں مگر ان کے سبب جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس پر گرفت ہوگی' حق یہ ہے کہ اگر بندہ زبان کی حفاظت کرے تو دین کے تمام اوامر ونواہی پر عمل ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ تم مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دو' میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں' دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

"لوگوں کو ان کے منہ کے بل جہنم میں گرانے والی چیز زبان کی کھیتیاں ہیں۔"

اس لئے روزہ کی حالت میں خصوصاً حفاظت لسان کا اہتمام ہونا چاہئے۔

سوم:...... روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ کان کی حفاظت کرے' ہر مکروہ چیز جس کا کہنا اور زبان سے تلفظ کرنا ناجائز ہے اس کو سننا بھی حرام ہے' یہی وجہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

چہارم:...... باقی تمام اعضائے بدن کی حفاظت اور ان سے متعلق ناجائز افعال سے احتراز کرے' کیونکہ روزہ ایک دوا ہے اور دوا کے استعمال میں پرہیز بھی بتائے جاتے ہیں تب ہی مرض سے مکمل نجات ملتی ہے' اگر امور مذکورہ کی رعایت نہ کی جائے تو ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص مرض کا علاج کرتے ہوئے کچھ زہر بھی پی لیتا ہے' اس کا انجام کس سے مخفی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہت سے روزہ داروں کو روزہ کے ثمرات سے سوائے بھوکا رہنے کے اور بہت سے شب بیداروں کو سوائے جاگنے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔" (رواہ ابن ماجہ)

پنجم:...... کثرت استغفار کرتا اور ڈرتے رہنا کہ نہ معلوم یہ روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پائے گا یا نہیں؟ کیا خبر کسی لغزش کا ارتکاب ہوگیا ہو؟ جس کی وجہ سے عبادت منہ پر ماردی جائے اور ہمیں اس کی طرف التفات بھی نہ ہو۔

ششم:...... افطار کے وقت حلال مال سے صرف بقدر کھانا اور شکم سیر ہو کر نہ کھانا ورنہ روزہ کا اصل مقصود فوت ہوجائے گا کیونکہ روزہ سے مطلوب تو قوت شہوانیہ' طاقت بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور جب تک یہ قوت کم نہ ہوگی ملکہ روحانیہ' قوت ملکوتیہ حاصل نہ ہوگی۔

ہفتم:...... دل کا اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہ ہونے دینا' کوشش کی جائے کہ اخلاص واختصاص کا کمال درجہ پیدا ہو۔

ہشتم:...... سحری کھانا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں' یہ اہل کتاب اور ہمارے مابین فرق ہے' کیونکہ وہ سحری نہیں کھاتے تھے۔ متعدد احادیث میں سحری کی ترغیب وارد ہے' اس کے مستحب ہونے پر اجماع ہے' اس لئے کچھ نہ کچھ تو کھا ہی لینا چاہئے۔

نہم:...... تعجیل افطار کرنا اور دوسروں کو روزہ افطار کرانا جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے روزہ افطار کرائے' اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں' حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں' اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت میں رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔

دہم:...... افطار کے وقت اہتمام سے دعا کرنا اور خشوع وخضوع کرنا' کھانے پینے میں منہمک ہوکر ان مستجاب گھڑیوں کو ضائع نہ کرنا چاہئے' کیونکہ حدیث میں روزہ دار کی افطار کے وقت دعا قبول ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے۔

قرآن کریم نے روزہ کے اغراض و مقاصد مختصر جامع بلیغ جملوں میں بیان کردیئے ہیں۔

۱:...... ہدایت کے عطا ہونے پر اللہ کی عظمت شان' جلالت مقام بیان کرو۔

۲:...... انعامات خداوندی فتح مکہ' غزوہ بدر میں کامیابی' لیلۃ القدر' اعتکاف' فرضیت صوم اور نزول قرآن وغیرہ پر شکر کرو' کیونکہ ارشاد الٰہی ہے: "لئن شکرتم لازیدنکم۔"

۳:...... "لعلکم تتقون" (تاکہ تم پرہیزگار بنو اور تم میں تقویٰ پیدا ہوجائے) کیونکہ فرمان ربانی ہے: "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" (اللہ کے ہاں عزت واکرام' تعظیم واعزاز کا سبب تقویٰ ہے' تقویٰ اس کیفیت کا نام ہے' جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے نفرت اور نیکیوں کی رغبت ہوتی ہے)۔

۵:...... صبر واستقلال' استقامت وعزیمت اور تحمل و برداشت کا مادہ پیدا ہو' تمام رمضان میں اس امر کی تمرین ومشق ہوتی ہے۔

۶:...... روزہ بہت سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے' اس لئے بہت سے گناہوں کا کفارہ ہے' یہی مطلوب ہے جو حد درجہ محمود ہے۔

۷:...... چند دن بھوکا اور پیاسا رہ کر فقیروں' فاقہ مستوں کی اذیت اور بھوک و پیاس کی تکلیف کا احساس ہو کیونکہ سوز جگر کے سمجھنے کے لئے سوختہ جگر ہونا لازمی ہے۔

اس ماہ مبارک میں تلاوت و دیگر ادعیہ واوراد کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل دعا کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے: "لا الٰہ الا اللہ استغفر اللہ اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار۔"

ماہ رمضان میں دو قیمتی سعادتیں اعتکاف کرنا اور لیلۃ القدر کی تلاش میں عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں بالخصوص جاگنا ہے' اہمیت وافادیت' فضائل و محاسن میں یہ بھی کم نہیں' احکام ومنہیات کی اطاعت کے بعد بھی حق تعالیٰ شانہ کے فضل وکرم ہی سے امید مغفرت اور رجاء نجات ہونی چاہئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد
والہ واصحابہ اجمعین
برحمتک یا ارحم الراحمین

☆......☆......☆

بنیاد پرستوں اور بنیاد پرستی کے خلاف عالمی مہم

بعض بلیغ اور عمیق المعانی اشعار ایسے ہیں' جو کثرت استعمال اور موقع بموقع ان سے کام لینے کی وجہ سے اپنی معنویت و گہرائی اور غور طلبی یا سنسنی خیزی کو کھو چکے ہیں' اور یہ معاملہ ہر زبان کے ساتھ پیش آیا ہے' انہیں میں سودا کا یہ شعر ہے:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑے زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

اسلامی ذہن و اعتقاد' فکر اور مسلم معاشرہ و ماحول کو تاریخ کے مختلف وقفوں میں بہت سی انتشار انگیز اور گمراہ کن یا تشکیکی تحریکوں اور دعوتوں کا سامنا کرنا پڑا' جن میں اعتزال اور خلق قرآن کا عقیدہ' فلسفہ یونان سے حد سے بڑھی ہوئی مرعوبیت' اور اس کے مطابق دین کے حقائق و عقائد کی تاویل و تشریح' پھر دور آخر میں مغربی فلسفہ اور مغربی تہذیب سے مرعوبیت' اس کے سامنے سپر اندازی اور اس کے مطابق دین کی اور بعض اوقات قرآن کی تفسیر و تاویل' پھر آخر میں الحاد و لادینیت کا رجحان جو جدید تعلیم اور مغربی اقتدار کے اثر سے بہت سے مسلم ممالک اور جدید تعلیم یافتہ طبقوں میں پیدا ہوا۔

لیکن ان میں سے کوئی چیز (اپنی وقتی اور مقامی سحر انگیزی اور دلکشی کے باوجود) اسلام کے وجود و بقاء کے لئے خطرہ اور اس کی زندگی سے خارج کرنے اور ہر طرح کے اثر اور کامیابی سے محروم کرنے کے لئے ایک گہری سازش اور پھر پورے عالم اسلام کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت نہیں رکھتی تھی' جتنی امریکا سے اٹھنے والی بنیاد پرستی اور بنیاد پرستوں (Fundamentalists) کے خلاف نعرہ' جدوجہد اور ایک منصوبہ بند عالمگیر تحریک و دعوت ہے' جس میں یہودی دماغ امریکا اور یورپ کا دینی و علمی' فکری و دعوتی سطح پر احساس کمتری (InferiorityComplex) اسلام کے دائرہ کی وسعت اور خود مغرب میں اس کی

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

اشاعت و مقبولیت کا خطرہ اور آخر میں روس کے انقلاب کے بعد اسلام اور ایک طاقتور اسلامی دنیا کا (جس میں اسلام کے احیاء اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے' اور اس میں دنیا کے سامنے ایک سحر انگیز نمونہ پیش کرنے کی صلاحیت ہے) مادہ پرست مغرب کے خلاف ایک طاقتور محاذ بن جانے کا خطرہ شامل ہے' اس کا اصل محرک ہے۔

یہ تحریک جو نشر و اشاعت کے ذرائع' ترغیب و ترہیب' وفود کی آمد و رفت' بین الاقوامی مجلسوں اور سب سے بڑھ کر خود اسلامی ملکوں کو اس طبقہ سے خوفزدہ کرنے کے ذریعہ جو ان اسلامی ملکوں کو زندگی میں داخل کرنے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہے' پہنچائی اور پھیلائی جا رہی ہے اور خود مسلم و عرب ممالک میں صاحب اقتدار طبقہ اور نظام تعلیم اور صحافت و اشاعت کے ذرائع پر قابو رکھنے والے طبقہ میں یہ ہراس پیدا کیا جا رہا ہے کہ اگر یہ اسلام پسند طبقہ (جس کے لئے ''بنیاد پرست'' کی اصطلاح ایجاد کی گئی ہے) کامیاب اور حاوی ہو گیا تو یہ حکومتوں اور رہنما اداروں کے لئے پیغام موت ہو گا' ان کو ہر طرح کے اقتدار اور نفوذ و اثر سے محروم ہونا پڑے گا' بلکہ ان کو ان ملکوں میں زندگی گزارنی بھی مشکل ہو جائے گی' جہاں وہ سیاہ و سپید کے مالک اور مطلق العنان حاکم ہیں۔

یہ خیال مسلم و عرب ممالک میں تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے اور مقبولیت حاصل کر رہا ہے' بعض ملکوں میں (جن میں افریقہ کے متعدد عرب ممالک الجزائر' تیونس' لیبیا پیش پیش ہیں اور مصر نے بھی اب اس دائرہ میں قدم رکھ دیا ہے) اب ساری توجہ اور جدوجہد اسی طبقہ اور جماعت کو بے اثر بنا دینے' بلکہ ان کے خطرہ سے مستقل طور پر مامون و محفوظ ہو جانے پر مرکوز ہو گئی ہے' جو دین کا علانیہ نام لیتا ہے' معاشرہ کو دینی تعلیمات اور اسلام کی معاشرتی و اخلاقی اور شرعی تعلیمات کا عامل و حامل اور اس کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے' کہیں اس طبقہ کے لئے ''متشددین'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے' کہیں ''متزمتین'' کہیں ''رجعتین'' کا کہیں

''مبدئین'' کا کہیں ''اصولین'' کا' ان کے خلاف بڑے بڑے ذمہ داران حکومت تقریریں کرتے ہیں' ان کے متعلق عالم اسلام کے علماء سے استفسار اور استفتاء کیا جاتا ہے' حکومت کے ترجمان یا ہم خیال اخبارات و رسائل میں مضامین نکلتے ہیں' کانفرنسیں اور سیمینار ہوتے ہیں اور اب ڈر یہ ہے کہ شاعر کا یہ مصرعہ:

''تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں''

حقیقت نہ بن جائے' بلکہ اس سے بڑھ کر مرغ قبلہ نما کی زبان سے بھی الفاظ نہ نکلنے لگیں' جو یہ ترقی پسند ممالک اور امریکا کے حاشیہ بردار بے محابا اپنی زبان سے نکالتے ہیں' اس وقت یہودیوں اور مسیحیوں کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے جو عالم اسلام کے لئے صلیبی جنگوں اور تاتاری حملوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے' علمی و فکری' ابلاغی (اشاعتی) وسیاسی و تنظیمی' ملکی و بین الاقوامی ہر سطح پر موثر جدوجہد کی ضرورت ہے کہ جب اسلام کو زندگی سے خارج کر دیا جائے گا اور اصول و مبادی' خطوط و حدود' سب مٹا دیئے جائیں گے تو پھر وہ دین کہاں باقی رہ جائے گا' جو کفر و ایمان' توحید و شرک' یہاں تک کہ سنت و بدعت' طاعت و معصیت' صلاح و فسق' صدق و کذب اور حلال و حرام میں فرق کرتا ہے اور جو صاف کہتا ہے:

''ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے' تو جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایک مضبوط حلقہ تھام لیا۔
(سورۃ بقرہ:۲۵۶)

اور اس کا مطالبہ ہے:

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔'' (سورۃ البقرہ:۲۰۸)

اور جس کا صاف اعلان ہے:

''یقینا دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔'' (سورۃ آل عمران:۱۹)

اس لئے اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا چیلنج اور اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ وہ تحریک اور مغربی سازش ہے جو ''بنیاد پرستوں'' اور ''بنیاد پرستی'' کا نام دے کر عموی مذاہب اور خاص طور پر (اور حقیقتاً) اسلام کے خلاف شروع کی گئی ہے۔

☆☆..........☆☆

چشمہ فیض

''یہ چشمہ فیض (یعنی بیت اللہ شریف) اسی طرح جاری ہے جیسے صدیوں اور ہزاروں برس پہلے تھا اور امت کا بڑے سے بڑا آدمی (خواہ روحانی وعلمی اعتبار سے ہو خواہ مادی وسیاسی لحاظ سے) اس دربار کا سائل ہے اور وہ اپنا جیب ودامن یہاں کی برکتوں اور نعمتوں سے بھر سکتا ہے' امت محمدیہ کے اولیاء واصفیاء میں جو شہرت ومقبولیت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی وہ سب کو معلوم ہے لیکن آپ بھی اگر دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں اور یہاں داخل ہوں تو بیت اللہ کا طواف وجدو والہانہ کیفیت میں فرمائیں گے...... جب آپ کا یہ حال ہوگا تو ہمارا کیا حال ہونا چاہئے؟'' (ملفوظ: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

نعت رسول مقبولؐ

مدحت سلطانِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جگر مراد آبادی مرحوم

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
بس ایک نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے' تو جنتِ سلطانِ مدینہ

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

اے جاں بہ لب آمدہ' ہشیار' خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ کام نہیں اور جگر کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

اسلام کے امتیازی اوصاف

مولانا سیّد حامد میاںؒ

آج کل جبکہ دنیا ترقی کی دعویدار ہے' ایک بزعم خود مہذب اور ترقی یافتہ ملک اسرائیل کی بدعہدی اور دھوکہ بازی آپ کے سامنے ہے۔ یہ اسرائیل دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام کا پروردہ اور ان کے اخلاق کا آئینہ دار ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ایسی مکاریوں کا کوئی مقام نہیں ہے۔

آج دنیا میں تمام ترقی یافتہ اقوام اپنے مفادات اور وسعت تجارت کی غرض سے سچی اور دیانت دار رہتی ہیں۔ حقیقتاً اخلاقی اقدار سے یکسر خالی ہیں' وہ کسی غیر مہذب قوم کو مہذب بنانے اور عمدہ اخلاق سے مزین کرنے کے لئے جنگ مول نہیں لیتیں' بلکہ ان کا مطمع نظر وسعت پسندی اور غلبہ قائم رکھنا اور دوسروں کو کمزور بنانا ہوتا ہے۔ ویت نام اور کوریا کی جنگ امریکا چین اور اسرائیل کا وجود سب اسی شجرۂ خبیثہ کے ثمرات ہیں' جہاں جہاں امریکی افواج مقیم ہیں' ان علاقوں کے باشندوں کا معیار اخلاق روز بروز گرتا جا رہا ہے۔ شراب و زنا عام ہیں اور ان دو چیزوں کے جو نتائج بد ہوتے ہیں وہ انہیں محیط ہیں۔ آج دنیا میں سی آئی اے کی تخریب کاریاں سب کے سامنے ہیں' کیا کوئی ان امریکی تباہ کاریوں کی وجہ بتلا سکتا ہے کہ کیوں ہیں؟ کیا امریکی لوگ کسی کو بلند اخلاق سکھا سکتے ہیں؟ وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ مال بڑھانے کے لئے کتنی سچائی' دیانت اور کن اخلاق و اصول کی ضرورت ہے اور مال کی فراوانی کے باعث چھوٹی موٹی خیانتیں نہیں کرتے' کمائی کی خاطر مرد و عورت کاروبار میں لگے رہتے ہیں اور حکومت اپنے جائز و ناجائز غلبہ کی فکر میں' یہ اُن کی تہذیب و ترقی کا خاکہ ہے۔

آیئے دیکھیں! پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام نے جنہوں نے جہاد کیا ہے' جہاد کا کیا نظریہ بتلایا ہے؟

اُن کا نظریہ جہاد یہ ہے کہ صرف خدا کی رضا حاصل کرنے اور اُس کے دین کو پھیلانے کے لئے جہاد ہوگا۔ ہدایہ میں ہے:

''جہاد صرف اس لئے فرض ہوا کہ خدا کے دین کو غالب کیا جائے اور بندوں سے شر کو رفع کر دیا جائے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہیں۔''

ہمارے قانون کی عظیم کتاب ہدایہ میں ہے:

''جسے اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اس سے لڑنا صرف اس صورت میں درست ہے کہ جب اسے دعوت اسلام دے دی جائے۔''

اگر صرف ان نفسانی اغراض کا نام بلندی رکھا جائے جو آج کی مہذب اقوام کا مقصود ہیں اور اس کی خاطر ہر مکروہ حربہ استعمال کیا جاتا ہے' تباہ کن لڑائیاں مول لی جاتی ہیں تو دین اسلام کی خاطر کیوں نہ قتال جائز ہوگا؟ جس کی تعلیمات سراسر مبنی بر خلوص اور خلق خدا کے لئے رحمت ہیں۔ اسلام نے بے غرضی' بے نفسی اور رضاء الٰہی حاصل کرنے کی تعلیم دی ہے جو یقیناً سب سے بلند مقصود ہے۔ عدل و احسان' عفو و درگزر' رحم' برائی کی جگہ نیکی' زبان دل اور عمل کی سچائی' شجاعت' سخاوت' عفت و پاکبازی' امانت و دیانت' شرم و حیا' حلم و بردباری' تواضع و خوش کلامی' ایثار' اعتدال' عزت نفس' استغناء' حق گوئی' استقامت' حقوق والدین' حقوق اہل قرابت' حقوق زوجین' ہمسایہ اور یتیموں کے حقوق' حاجت مند' بیمار' مہمان' غلام اور انسانی برادری کے حقوق حتیٰ کہ جانوروں کے حقوق تعلیم فرمائے۔

جھوٹ' وعدہ خلافی' خیانت و بددیانتی' غداری' بہتان' چغلخوری' غیبت' دوز خاپن' بدگمانی' حرص و طمع' حسد' بخل' چوری' ناپ تول میں کمی' رشوت' سود خوری' شراب خوری' فخر و غرور' غیظ و غضب' ظلم' ریاکاری' خودنمائی' فحش گوئی' طعنہ زنی' فضول خرچی وغیرہ سے منع فرمایا۔

فطری آداب تعلیم کئے' طہارت و پاکیزگی' مجلس کے آداب' کھانے پینے کے آداب' ملاقات و گفتگو کے آداب' باہر نکلنے اور چلنے پھرنے کے آداب' سفر کے آداب' سونے جاگنے کے آداب' لباس کے آداب' خوشی اور غمی کے آداب سکھائے۔

توحید‘ رسالت‘ تزکیہ نفس‘ طریق عبادت‘ یعنی بندوں کا خدا سے تعلق اور جوڑ بہترین طریقوں سے تعلیم فرمایا‘ یہ اسلامی تعلیمات کا ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ اب خود ہی انصاف کریں کہ اگر کسی قوم میں یہ اوصاف نہ ہوں تو اسے یہ اوصاف سکھانے اس قوم پر رحم کھانا ہے یا ظلم کرنا؟ اسلام نے اگر تلوار اٹھائی ہے تو صرف اس لئے اٹھائی ہے اور جنہوں نے اسلام سے رُوگردانی کی ہے وہ صرف اپنی خواہش نفس کے لئے کی ہے:

”اہل کتاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رسول خدا ہونا اس طرح جانتے ہیں‘ جیسے اپنے بیٹوں کا اپنا بیٹا ہونا یقینی طور پر جانتے ہیں اور ان میں سے ایک فریق حق کو جاننے کے باوجود چھپاتا ہے۔“

ان ہی اوصاف جلیلہ کے باعث فتح مکہ کے بعد جب لوگ مسلمانوں سے ملے جلے تو امام زہری رحمہ اللہ (جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علوم حاصل کئے تھے) فرماتے ہیں کہ لوگوں کا یہ حال ہوا: ”تو کوئی عقلمند ایسا نہ تھا کہ جس سے اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی اور اس نے قبول نہ کیا ہو چنانچہ جتنے لوگ ابتداء سے اس وقت تک مسلمان ہوئے تھے صرف ان دو برسوں میں ان کے برابر بلکہ ان سے زیادہ تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے۔“(طبری)

امام زہری رحمہ اللہ کے اس قول کی تائید: ”ورآیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا“ سے ہوتی ہے: ”اللھم احشرنا معھم۔“

حضرات! آپ کو مذکورہ بالا عنوانات پر قرآن حکیم کی بعض تعلیمات قدسیہ کی کچھ اور سیر کرائیں‘ جن کے باعث قرآن عزیز کو ہم امن عالم کا ضامن کہتے ہیں کہ جان کے ساتھ مال اور آبرو کے تحفظات کیا کیا ہیں؟ امانت کے بارے میں ارشاد ہوا:

”اللہ تعالیٰ تم کو فرماتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو اللہ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے‘ یقیناً اللہ سننے دیکھنے والا ہے۔“ (پ:۵ رکوع:۵)

بے زبانی بے سہارا بے کس لوگوں کے مال کے تحفظ کے لئے فرمان نازل ہوا:

”اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ‘ سوائے اس صورت کے کہ جو اس کے لئے بہتر ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔“ (پ:۸ رکوع:۴)

یہ بھی بتلایا گیا کہ ایک کو دوسرے کا مال کن صورتوں میں جائز ہے:

”اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ‘ سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی کے ساتھ تجارت ہو۔“ (پ:۵ رکوع:۲)

ناپ تول میں کمی کے جرم پر قوم شعیب علیہ السلام برباد کردی گئی تھی آپ کی تعلیم تھی:

”ماپ پورا بھر کردیا کرو اور نقصان دینے والوں میں مت ہو اور سیدھی ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا مت پہنچاؤ اور زمین میں فساد مت پیدا کرتے پھرو۔“ (سورۂ شعراء:۱۹)

یہی تعلیم اس امت مرحومہ کو بھی دی گئی‘ ارشاد ہوا:

”تباہی ہے گھٹانے والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کرلیں لوگوں سے تو پورا بھرلیں اور جب ماپ کر یا تول کر دیں دوسروں کو تو گھٹا کردیں۔“

”کیا لوگ یہ خیال نہیں رکھتے کہ ان کو اٹھنا ہے‘ اس بڑے دن کے واسطے جس دن لوگ جہاں کے مالک کے سامنے کھڑے رہیں گے۔“

”اور سیدھی ترازو تولو انصاف سے اور مت گھٹاؤ تول کو۔“(پ:۲۷ ع:۱۱)

”اور ماپ پورا بھردو جب ماپ کردینے لگو اور سیدھی ترازو سے تولو۔“ (پ:۱۶ ع:۴)

سود کے بارے میں حکم نازل ہوا:

”اے ایمان والو اللہ سے ڈرو! اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو‘ اگر تم کو اللہ کے فرمانے کا یقین ہے۔“ (پ:۳ ع:۶)

”پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کو اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے تمہارا راس المال ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر۔“ (پ:۳ ع:۶)

”اور اگر (مقروض) تنگدست ہے تو اسے کشائش ہونے تک مہلت دینا چاہئے اور اگر بخش دو تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے‘ اگر تم کو سمجھ ہو اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن اللہ کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے پھر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔“ (پ:۳ ع:۶)

سود ایک ایسی چیز ہے جسے ضرورت مند انسان شدید ضرورت کے وقت لیتا ہے اور دینے والے کے پاس رقم ضرورت سے زائد ہوتی ہے‘ اس لئے دیتا

ہے۔ آپ غور کریں تو ضرورت مند سود لینے کے بعد زیادہ ضرورت مند ہو جاتا ہے اور دینے والا زیادہ مستغنی مال دار تر' جس سے لامحالہ معیشت انسانیہ کا نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور پھر انقلابات آتے ہیں۔

نفسیاتی طور پر سود دینے والا اپنی منفعت پر نظر رکھنے کا عادی ہو جاتا ہے' اس میں ایثار و قربانی' رحم دلی کا مادہ رفتہ رفتہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے' اس لئے شریعت مطاہرہ نے اسے حرام ہی قرار دیدیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔ (پ:۵ع:۳)

اور سود خور شخص کے دل سے رحم کا مادہ خارج ہوتا جاتا ہے' آخر کار وہ ظالم محض بن کر رہ جاتا ہے۔ خلق خدا کی ضرورت مندی اور احتیاج سے وہ ناجائز فائدہ اٹھانے کا متلاشی رہتا ہے' دوسروں کی محتاجگی اس کے عین سکون و راحت کا سبب ہوتی ہے اور اس طرح گویا وہ ان صفات حسنہ سے لڑ رہا ہے جو اللہ اور رسول نے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے شاید اس لئے "اللہ و رسول سے جنگ" کی وعید شدید وارد ہوئی۔

مشرکین عرب میں یہ لعنت یہودیوں سے آئی تھی اور ان کی فطرت تھی کہ حرام کو تاویلات کر کے حلال سمجھ لیا کرتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے اور اصرار کرتے تھے۔ ویسے بھی انسان میں مالی لالچ آسانی سے غالب کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد وہ مال کے لالچ میں عقلی دلائل لاتا ہے۔ استدلالات سے حقائق فطریہ کو توڑنا چاہتا ہے' اس لئے اسے قیامت میں اس کے مناسب سلب عقل کی سزا دی جائے گی۔

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے کہ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہوں۔" (پ:۳ع:۶)

"ان کی یہ حالت اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا' حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔" (پ:۳ع:۶)

حضرات! ان چند آیات کے احکام یہ ہوئے کہ امانت ادا کرنی لازم ہوئی' تجارت میں دیانت داری شرط اور تراضی طرفین ضروری ہوئی' اور سود حرام قرار دیا گیا۔

اسلام میں احتکار (ان تمام چیزوں کی ذخیرہ اندوزی جو حیات کے لئے ضروری ہوں) بھی ممنوع ہے کیونکہ جگہ جگہ احسان کا حکم فرمایا گیا ہے اور احتکار احسان نہیں بلکہ اس کے برعکس فعل منکر ہے۔

"اللہ حکم کرتا ہے انصاف اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا اور بے حیائی نامعقول کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔" (پ:۱۴ع:۱۹)

اسی طرح اسمگلنگ بھی ممنوع ہے' کیونکہ جائز اور معروف میں اطاعت امراء ضروری ہوتی ہے:

"حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔" (پ:۵ع:۵)

فیض الباری میں ہے کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر حاکم تمباکو نوشی کو منع کردے یا کسی مباح فعل کو ضروری قرار دیدے تو وہ تا حکم ثانی واجب الاطاعت ہوگا۔ عام ضرورت کی چیزیں جیسے نمک پانی وغیرہ نہ دینا بلکہ معروف سے یعنی (جن چیزوں کے ذریعہ بھلائی کی جاتی ہے) رکنا اور روکنا دونوں ہی خداوند قدوس کو ناپسند ہیں:

"برتنے کی چیز نہ دیں۔"

☆☆.........☆☆

بقیہ انسانی حقوق

جمہوریت کو کچل دیتے ہیں' ان کے اپنے بنائے ہوئے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی مثالیں ہزار ہا دفتر میں نہیں سما سکتیں۔

۸: اس دوغلی پالیسی یا منافقانہ حکمت عملی کا سبب محض یہ ہے کہ ہر مغربی ملک کو محض اپنے مفادات عزیز ہیں' چونکہ مغربی دنیا کے تمام ممالک مجرموں کے ٹولے ہیں' اس لئے وہ ایک دوسرے کی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نہ صرف یہ کہ نوٹس نہیں لیتے' بلکہ ایک دوسرے کے سیاہ کرتوتوں کی تائید کرتے ہیں' جبکہ اسلام کے انسانی حقوق سب کے خیر اور تمام کی بہبود اور انسانی فلاح کے تصور و آدرش پر قائم ہیں اور سب کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔

۹: اسلامی انسانی حقوق کی بنیاد چونکہ "خیر الکل" اور "فلاح عام" پر رکھی گئی ہے' اس لئے وہ ہر انسانی سماج کے تمام افراد' تمام طبقات اور تمام حکومتوں کی فلاح و بہبود کا خیال کرتے ہیں' پھر وہ کسی انسانی سماج میں طبقاتی تقسیم اور اونچ نیچ کا لحاظ نہیں کرتے۔

۱۰: جامعیت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق محض افراد و اشخاص کے لحاظ سے نہیں بناتے ہیں' ان میں افراد و طبقات اور سماج و حکومت سب کی رعایت رکھی گئی ہے اور ان کے باہمی اشتراک اور آپسی تعلق کا بھی لحاظ کیا گیا ہے۔

اس مختصر مقالہ میں انہیں بنیادی خصوصیات اور امتیازی صفات پر اکتفاء کی جاتی ہے ورنہ سچ یہ ہے کہ یہ موضوع ایک پوری کتاب کا مطالبہ و تقاضا کرتا ہے۔ (ختم شد)

اسلام اور انسانی حقوق

مفتی احتشام الحق

دنیا بار بار امن و امان' سلامتی اور حقوق انسانی کا نام لینے کے باوجود ظلم و زیادتی اور بدامنی میں جس بُری طرح پھنسی ہوئی ہے' وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے' آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں قتل و خونریزی سے انسانیت جس طرح کانپ اٹھی ہے' اس سے کوئی باخبر انسان انکار نہیں کرسکتا' کاش کہ ارباب اقتدار اس کے اصل سبب کا کھوج لگاتے اور اسلام کے نظام امن وسلامتی کا بغور مطالعہ کرتے تو نظام امن وسلامتی کے صحیح خدوخال ان کے سامنے آجاتے اور حقوق انسانی کا گھمبیر مسئلہ حل ہوکر دنیا کی بہت ساری گتھیاں سلجھ جاتیں اور آج دنیا واویلا کرنے کے بجائے سکون کی زندگی گزارنے میں کامیاب ہوجاتی۔

یہ سب جانتے ہیں کہ جس وقت اسلام ایک آئین' ایک مکمل ضابطہ حیات کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا' اس وقت پوری دنیا بربادی کی انتہائی سرحدوں کو عبور کرچکی تھی' یہاں انسان اپنی انسانیت کھوچکا تھا اور امن وامان اور ایک دوسرے کے حقوق دینے دلانے کا نام بھی حرف غلط کی طرح مٹ چکا تھا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک ترین موقع پر انسانوں کی جس طرح رہنمائی کی اور انسانیت کے تن مردہ میں جس خوبی کے ساتھ جان ڈال دی' وہ اپنی مثال آپ ہے' آپ ﷺ نے امن وامان اور حقوق انسانی کی بحالی کے لئے جزوی اصلاحات پر اکتفا نہ کیا بلکہ حقوق انسانی کا عالمی منشور روشناس کرایا' جس کی ایک جامع ترین شکل حجۃ الوداع کے خطبہ کی صورت میں آج تک دنیا کے سامنے ہے۔

حقوق انسانی کی پامالی کہیں یا امن وامان کی بدحالی' اگر آپ تاریخ عالم کو سامنے رکھ کر غور کریں گے تو اس کا بنیادی سبب یہی نظر آئے گا کہ لوگ دوسروں کو وہ حق دینے کے لئے تیار نہیں' جس کا وہ اس سے مطالبہ کرتے ہیں' اس کو انسان کی تنگ نظری کا بھی نام دیا جاسکتا ہے" جو کبھی مذہبی رنگ لے کر دوسروں کا حق چھین لیتی ہے' تو کبھی یہ رنگ و نسل کا روپ دھار لیتی ہے' کبھی یہ طاقتور اور کمزور کا مسئلہ بن کر معرکہ آرائی کے لئے میدان کارزار گرم کرتی ہے' اور کبھی یہ وطن اور ملکی حدود کے تعصب میں مبتلا کرکے انسانیت کا خون چوس لیتی ہے۔

حقوق انسانی کی تاریخ اور ارتقاء:

انسانی حقوق کی واقعی تاریخ تو اتنی ہی پرانی ہے' جتنی خود بنی نوع انسان کی اپنی تاریخ ہے۔ اہل مغرب یوں تو پوری بنی نوع انسان کے "بنیادی انسانی حقوق" کے دعویدار ہیں' لیکن حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے' مغربی دنیا میں انسانی حقوق کے حوالے سے چند قوانین متعارف کرائے گئے ہیں' جن میں اقوام متحدہ کے "منشور انسانی حقوق' اور امریکا کی "دس ترمیمات" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مگر یہ سب کے سب تصوراتی اور علاقائی اور نسلی نوعیت کے قوانین ہیں جو ان کے اپنے مخصوص علاقائی' معاشرتی اور سیاسی حالات کی پیداوار ہیں۔

مغربی دنیا کا انسانی حقوق کے سلسلے میں تاریخی سفر تیرھویں صدی کے اوائل سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ "میگنا کارٹا" کی دستاویز مورخہ ۱۵/ جون ۱۲۱۵ء کو جاری کی گئی' اس سے قبل مغربی دنیا انسانی حقوق کے تصور سے یکسر خالی نظر آتی ہے۔ اقوام متحدہ کا "انسانی حقوق چارٹر" دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا چربہ ہے' نیز ان تمام مغربی چارٹروں کے پیچھے کوئی قوت نافذہ بھی نہیں ہے۔

اس کے برعکس اسلامی دنیا کافی عرصہ پہلے سے انسانی حقوق کے تصور سے نہ صرف آگاہ تھی' بلکہ اس کے پاس اس کا واضح منشور اس کے لئے عملی قوت نافذہ' خوف خدا کی بنیادوں پر قائم واستوار تھا' چنانچہ انسانیت کے عظیم محسن' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے دوران یہ منشور پیش کرکے اسے عملاً نافذ بھی فرمایا۔ خطبہ حجۃ الوداع ۹/ ذی الحجہ بروز جمعہ مطابق ۶/ مارچ ۶۳۲ء کو انسانی حقوق کا اسلامی منشور جاری کیا گیا' یہ ساتویں صدی عیسوی کے ابتدا کی بات ہے۔ انسانی حقوق پر مشتمل تاریخ ساز دفعات جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کی ہمہ گیر دستاویز انسانی حقوق میں انسانیت کے احترام اور حقوق کے تحفظ و نفاذ کے سلسلہ میں

جاری فرمائیں' وہ مغربی دنیا کے انسانی حقوق چارٹر کے آغاز وارتقاء تک تمام انسانی حقوق کے منشور اور دستاویز پر فوقیت رکھتی ہے۔

اس مثالی اور تاریخ ساز خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے نام "منشور انسانی حقوق" کے محض رسمی فرمان اور اجراء پر اکتفاء نہیں فرمایا' بلکہ اس کے تحفظ اور عملی نفاذ کے لئے موثر و مربوط عملی اقدامات فرما کر اپنی حیات طیبہ میں اپنے قائم کردہ مدنی معاشرے میں اسے نافذ العمل فرمادیا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کو اس لحاظ سے بھی فوقیت حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ منشور انسانیت دائمی اور عالمگیر حیثیت کا حامل ہے' پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم محض عربوں کے پیغمبر نہ تھے بلکہ وہ پیغمبر عالم بن کر دنیا کی ہدایت اور انسانیت کی رہنمائی کے لئے عالمگیر دین اسلام اور ابدی تعلیمات لے کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو حقوق وفرائض کا جو مثالی اور ہمہ گیر منشور عطا فرمایا ہے' وہ عالمگیر اور پوری دنیائے انسانیت کے لئے ہے' وہ مغرب کے نظریہ حقوق کی طرح محض تصورات اور قیاس وافکار پر مرتبہ دستور نہیں بلکہ خالق انسانیت کا انسانیت کی فلاح وصلاح کے لئے ضامن منشور انسانیت ہے' وہ نہ مغرب کے تصور حقوق کی طرح علاقائیت' وطنیت' قومیت اور مخصوص اقوام کے تحفظ کا دستور ہے' نہ اس میں محض ایک مخصوص رنگ ونسل کی قوم کو حقوق عطا کر کے ان کے مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے۔

یہ تاریخی اور تقابلی جائزہ' اس تاریخی اور ناقابل تردید حقیقت کا اظہار ہے کہ انسانیت کا محسن اعظم سید العرب والعجم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشور انسانیت خطبہ "حجۃ الوداع" عالمگیر ہونے کے اعتبار سے بلکہ ہر معیار کے لحاظ سے' نام نہاد دساتیر حقوق پر ابدی وتاریخی فوقیت واولیت رکھتا ہے اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حقوق انسانی کا اولین' جامع ترین' موثر ترین' مثالی اور بے نظیر نافذ العمل منشور ہے۔

اسلام کا جامع تصور انسانی حقوق:

اسلام کے جامع تصور انسانی حقوق کا ہم ذیل کے چند بنیادی عنوانات کے حوالے سے ایک خلاصہ پیش کریں گے:

۱:......انفرادی حقوق'

۲:......سماجی حقوق'

۳:......اقتصادی حقوق'

۴:......سیاسی حقوق وغیرہ۔

انفرادی حقوق:

اسلام نے ایک صالح نظام زندگی کی تشکیل جس حسین پیرائے میں کی ہے' اس کا نقشہ کچھ یوں ہے کہ انسانی تربیت وتعلیم کے بعض معاملات کو معروف ومنکر کے درجے میں رکھ کر ان کی ترغیب وترہیب کا پہلو اختیار کیا ہے' اور اسے خوف خدا اور احساس ذمہ داری کا ایک ایسا عنوان دیا ہے کہ انفرادی طور پر آزاد رہتے ہوئے فرد کوئی ایسا کام نہیں کرتا' جس سے معاشرہ اور خود اس شخص کو نقصان پہنچتا ہو' نیز قانونی طور پر شریعت اسلامی نے فرد کو اخلاقی دائرے میں رہتے ہوئے گوناگوں آزادیاں دے رکھی ہیں' جس کے نتیجے میں انسانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی سکون اور امن وآشتی کی گود میں سدا بہار رہتی ہے' ذیل میں ہم انسانی حقوق کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرتے ہیں:

مذہبی آزادی:

"لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔" (سورۂ بقرہ:۲۵۶)

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے' بہتری کی بات غلط باتوں سے چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔"

اسلام نے یہ پیرایہ پسند کیا ہے کہ لوگ دلیل اور حجت سے صحیح اور غلط کا ادراک کرلیں' نہ کہ جبر واکراہ سے ایمان لے آئیں' چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

"اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین کے تمام لوگ ایمان لے آتے' تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے کہ ایمان لے آئیں؟" (سورۂ یونس:۹۹)

آیت صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو ایمان لانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ ان کو یہ آزادی بھی دیتے ہیں کہ وہ ایمان دار بنیں یا نہ بنیں' وہ اطاعت کریں یا نافرمانی' یہ بات الگ ہے کہ اس آزادی سے غلط فائدہ اٹھانے والوں کو آخرت میں نقصان کا اندیشہ بلکہ یقین ہے' جس کی رہبری کی گئی ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ دین کے معاملہ میں کسی پر اسلام قبول کرنے کے لئے زبردستی نہیں کی جاتی بلکہ دین قبول کرنے کے معاملے میں فرد کو مکمل آزادی دی گئی ہے' جس دین کی حقانیت آفتاب کی مانند روشن ہو' اس کے قبول کرنے پر کسی کو مجبور کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' علاوہ ازیں کسی دین کو قبول کرنے کا تعلق جب دل اور وجدان سے ہے تو اس میں تبلیغ اور ترغیب کا اسلوب تو کارآمد ہو سکتا ہے' لیکن زور وزبردستی کا یہاں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

مشہور مفسر ومؤرخ علامہ ابن کثیرؒ دمشقی نے

اپنی تفسیر (۱/۳۱۲) میں لکھا ہے

"بنو سالم بن عوف کے کوئی انصاری بزرگ مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے دولڑکے نصرانی تھے وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں اپنے دونوں لڑکوں کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کروں؟ اس درخواست کے جواب میں آیت: "لا اکراہ فی الدین" نازل ہوئی۔"

یہاں پر ہم مذہبی رواداری یا مذہبی آزادی کے حوالے سے ذیل میں چند سطور کا حوالہ دینا ضروری سمجھتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

"بیت المقدس کی فتح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اخلاق ہم پر ثابت کرتا ہے کہ ملک گیران اسلام اقوام مفتوحہ کے ساتھ کیا نرم سلوک کرتے ہیں اور یہ سلوک اس مدارات کے مقابل میں جو صلیبیوں نے اس شہر کے باشندوں سے کئی صدی بعد کی نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے...... اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کرادی کہ میں ذمہ دار ہوں کہ باشندگان شہر کے مال اور ان کی عبادت گاہوں کی حرمت کی جائے گی اور مسلمان عیسائی گرجوں میں نماز پڑھنے کے مجاز نہ ہوں گے۔" (تمدن عرب)

"جو سلوک عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصریوں کے ساتھ کیا وہ اس سے کم نہ تھا' انہوں نے باشندگان مصر سے وعدہ کیا کہ پوری مذہبی آزادی' پورا انصاف' بلا رو رعایت اور جائیداد کی ملکیت کے پورے حقوق دیئے جائیں گے اور ان ظالمانہ اور غیر محدود مطالبات کے عوض میں جو شاہ یونان ان سے وصول کرتے تھے' صرف ایک معمولی سالانہ جزیہ لیا جائے گا' جس کی مقدار فی کس دس روپے تھے۔" (تمدن عرب)

"عربوں نے اپنی رعایا کے ساتھ نہایت انصاف و انسانیت کا برتاؤ کیا اور ان کو پوری مذہبی آزادی دی' ان کے عہد میں کلیسا مشرقی اور مغربی دونوں کے رئیس الاساقفہ کو اس قدر آرام ملا جو انہیں اس وقت ہرگز نصیب نہیں ہوا تھا۔" (تمدن عرب)

انسانی عزت و وقار کے تحفظ کا حق:

اسلام نے ایک دوسرے کی عزت نفس کو مجروح کرنے کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے' کسی انسان کی دل آزاری کرنا' بلا کسی ثابت شدہ وجہ کے کسی سے بدگمانی کرنا یا بدگمان رہنا' کسی کی عزت پر حملہ کرنا' کسی کو بُرے القاب سے یاد کرنا' کسی کی برائیوں کا بلاوجہ اظہار اور ان جیسے سینکڑوں مسائل ہیں' جن میں سے بعض کو اخلاقی اور بعض کو قانونی جرم قرار دیا گیا ہے' کسی عام انسانی معاشرے میں کسی کی عزت و وقار کا قائم رکھنا بہت بڑا انسانی حق ہے' جس کی اسلام نے بھرپور ضمانت دی ہے۔

قرآن کریم کی سورۂ حجرات میں ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں' ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔"

اسلام نے یہ ہدایت کی ہے کہ ہر انسان کی اپنی جگہ پر عزت نفس اسی وقت قائم رہ سکتی ہے جب آپ دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھیں گے' گویا یہ انفرادی حق درحقیقت اجتماعی انسانی حقوق کا ضامن بن سکتا ہے۔ چنانچہ مسند احمد اور ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے:

"حسن الظن من العبادة"

ترجمہ: "حسن ظن رکھنا' بہترین عبادت ہے۔"

بغض' حسد اور غیبت وغیرہ سے بچنا یا بچانا وہ انفرادی حقوق ہیں' جن سے نہ صرف اپنی عزت و وقار کا تحفظ ہوتا ہے بلکہ ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بہت سارے اجتماعی حقوق کی بھی پاسداری ہوتی ہے۔

☆☆..........☆☆

بے پردگی کے نقصانات

از: مولانا محمد نذر عثمانی' حیدرآباد سندھ

بے پردگی اور حسن کی نمائش کسی عورت کے ایمان کی کمزوری اور حیاء کے فقدان کی دلیل ہے' ایسی عورت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوجاتی ہے' بے پردگی جہنم میں لے جانے اور جنت سے محرومی کا سبب بنتی ہے' یہ زمانۂ جاہلیت اور فاسق فاجر لوگوں کی یادگار ہے' ایسی عورت اپنے آپ کو بدکاروں کی نظربازی اور اشاروں کے لئے خود کو پیش کرتی ہے' اس کی وجہ سے لوگوں میں فحاشی اور عریانیت پھیلتی ہے' یہ کافر اور بدکار عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے' ایسی عورت سے حیاء دار لوگ رشتہ اور نکاح پسند نہیں کرتے' بے حیاء عورت اللہ تعالیٰ کی رضا کی نعمت سے محروم ہوجاتی ہے۔ (کتاب نضرۃ النعیم)

آخری قسط

تحریک ختم نبوت

ایک تاریخی جائزہ

قادیانیت: علامہ اقبال کی نظر میں:

''قادیانی/احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔'' (علامہ اقبال کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام لاہور ۲۱/ جون ۱۹۳۶ء)

میرے محترم پنڈت جواہر لال نہرو!

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا بہت بہت شکریہ۔ جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ قادیانیوں/ احمدیوں کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے۔

آئینہ قادیانیت پر تقریظ:

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

الحمدللہ وسلم علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

قادیانیت کے دجل وفریب سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنا اور ''قصر ختم نبوت'' میں نقب لگانے والوں کی دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کی ''متاع ایمان'' کی حفاظت کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری (استاذ حدیث و جنرل سیکریٹری کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی رائے):

قادیانیت: ایک بہتا ہوا ناسور ہے۔ ایک صدی سے زائد عرصہ گزر گیا کہ یہ ملت اسلامیہ کے جسم کو بے چین کئے ہوئے ہے۔ ہر دور میں اساطین امت نے اس کا علاج کرنے کی جدوجہد کی ہے۔

احتساب قادیانیت:

احتساب قادیانیت کی چودہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں' مختلف اکابر کے (۸۱) مختلف رسائل وکتب کا حسین گلدستہ ہے' جو گلہائے رنگا رنگ سے مزین کرکے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں' بے حد وحساب حمد وثنا اس ذات باری تعالیٰ کی' جس کی عنایت کردہ توفیق سے اس کتاب کو شائع کر رہے ہیں' کروڑوں درود وسلام اس ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی وصف خاص ''ختم نبوت'' کے پھریرے کو چاردانگ عالم میں لہرانے کا شرف عالمی مجلس تحفظ ختم

حاجی عبدالقیوم' مدینہ منورہ

نبوت کو حاصل ہے۔ (مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری)

مولانا لال حسین اختر'' کے بعض خود نوشت حالات:

''ہندوستان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن' حضرت مولانا ابوالکلام آزاد' حضرت مولانا حسین احمد مدنی' مولانا مفتی کفایت اللہ' حضرت مولانا محمد علی جوہر' حضرت حکیم محمد اجمل خان' حضرت مولانا ظفر علی خان' حضرت مولانا احمد علی لاہوری' حضرت مولانا سید سلیمان ندوی' حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا شوکت علی' مولانا مظہر علی اظہر' مولانا حسرت موہانی رحمہم اللہ کی قیادت میں خلافت اسلامیہ کی بقا کے لئے تحریک خلافت شروع ہوئی۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا محمد علی جوہر' حضرت مولانا سید سلیمان ندوی اور سید حسن امام صاحب بیرسٹر رحمہم اللہ پر مشتمل ایک وفد لندن گیا اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائیڈ جارج سے ملا۔ مقامات مقدسہ کے بارے میں برطانوی حکومت کا وعدہ یاد دلایا اور خلافت کے متعلق مسلمانان ہندوستان کے دلی احساسات سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اپنے وعدہ کا ایفاء کیجئے اور مقامات مقدسہ سے برطانوی قبضہ اٹھا لیجئے۔ برطانوی وزیر اعظم نے وفد کے مطالبے کو مسترد کردیا' وفد ناکام واپس آ گیا۔

پروگرام' یہ تجویز ہوا تھا:

۱:...... انگریزی فوج اور پولیس کی نوکری چھوڑ دی جائے۔

۲:...... انگریزی حکومت کے لئے ہوئے خطابات واپس کئے جائیں۔

۳:...... انگریزی درس گاہوں سے طلباء اٹھالئے جائیں۔

۴:...... ولایتی مال کا بائیکاٹ کیا جائے۔

۵:...... ہاتھ کا بنا ہوا کھدر پہنا جائے۔

۶:...... انگریزی حکومت سے عدم تعاون کیا جائے' اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے اور ہندوستان کی جیلیں بھردی جائیں۔

تحریک خلافت میں شمولیت:

میں اورینٹل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا'

تحریک خلافت شروع ہوئی علمائے کرام کے شریعت مطہرہ کے احکامات کے تحت حکومت کی درس گاہوں کے بائیکاٹ کے فتویٰ کی تعمیل کرتے ہوئے کالج چھوڑ دیا:

ہمیشہ کے لئے رہنا نہیں اس دار فانی میں
کچھ اچھے کام کر لو چار دن کی زندگانی میں

پولیس نے مجھے عید کے دن گرفتار کیا اور فرسٹ کلاس فرنگی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر دیا۔ مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ آپ پر بغاوت کا مقدمہ ہے' جس کی سزا چودہ سال قید سخت ہو سکتی ہے' میں نے کہا:

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناصح
نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

مجسٹریٹ نے کہا: اگر آپ اپنی تقریروں کے متعلق تحریری معذرت کر دیں تو مقدمہ واپس لے کر آپ کو رہا کر دیا جاتا ہے' میں نے جواب دیا:

جلا دو پھونک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو
صداقت چھوٹ نہیں سکتی جب تک جان جاتی ہے

مجسٹریٹ نے پولیس کے چند ٹاؤٹ گواہوں کی سرسری شہادت کے بعد مجھے ایک سال قید سخت کا حکم سنایا۔ ایک سال کی طویل مدت گورداسپور جیل میں گزاری۔

مرزائیت میں داخلہ:

جیل سے رہا ہوتے ہی مرزائی مذہب کے متعلق معمولی مطالعہ تھا' اس لئے میں تبلیغ اسلام کے نام پر ان کے دام تزویر میں پھنس گیا۔

ترک مرزائیت:

۱۹۳۱ء کے وسط میں' میں نے یکے بعد دیگرے متعدد خواب دیکھے' جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی' اور اسے بری حالت میں دیکھا:

دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے فرقت لیلیٰ و صحبت لیلیٰ

حقیقت یہ ہے کہ جتنا زیادہ میں نے مطالعہ کیا' اتنا ہی مرزائیت کا کذب مجھ پر واضح ہو گیا۔

میرے غفور و رحیم مالک:

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

قادیانی جماعت نے اپنے اخبار الفضل میں جماعتی طور پر باضابطہ اعلان کیا تھا کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ سے کوئی قادیانی مناظرہ نہ کرے۔

قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں' کے تاریخی فیصلے:

☆...... وفاقی شرعی عدالت ۱۹۸۴ء۔ (جناب جسٹس فخر عالم)

☆...... سپریم کورٹ آف پاکستان ۱۹۸۸ء (شرعی اپیلیٹ بنچ' جناب جسٹس محمد افضل ظلہ (چیف جسٹس)

☆...... لاہور ہائی کورٹ ۱۹۸۷ء (جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ)

☆...... کوئٹہ ہائی کورٹ ۱۹۸۷ء (جناب جسٹس امیر الملک مینگل)

☆...... لاہور ہائی کورٹ ۱۹۹۱ء (جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان)

☆...... لاہور ہائی کورٹ ۱۹۹۲ء (جناب جسٹس میاں نذیر اختر)

☆...... لاہور ہائی کورٹ ۱۹۸۱ء (جناب جسٹس گل محمد خان)

☆...... لاہور ہائی کورٹ ۱۹۸۲ء (جناب جسٹس میاں محبوب احمد)

☆...... وفاقی شرعی عدالت ۱۹۹۱ء (جناب جسٹس گل محمد خان' چیف جسٹس)

☆...... سپریم کورٹ آف پاکستان ۱۹۹۳ء (جسٹس شفیع الرحمٰن)

☆...... لاہور ہائی کورٹ ۱۹۹۴ء (جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان)

لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ:

محترم جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب۔

تعارف فیصلہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ' اما بعد!

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قادیانیت کا فتنہ ایک ایسا فتنہ ہے' جسے اسلام و اہل اسلام کے لئے بلاشبہ خطرناک' مہلک اور بدترین قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس فتنہ کے بانی فتان اعظم مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے ۲۳/ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ (بھارت) میں اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس فتنہ کے سو سال پورے ہونے پر قادیانی ۲۳/ مارچ ۱۹۸۹ء کو "صد سالہ جشن" منانا چاہتے تھے۔ اپنے پاکستانی مرکز ربوہ میں یہ انتظام کیا:

۱:...... پورے ربوہ اور گرد و نواح کی پہاڑیوں اور عمارتوں پر چراغاں کیا جائے۔

۲:...... بجلی بند ہونے کی صورت میں وسیع پیمانہ پر جنریٹروں کا انتظام کیا جائے۔

۳:...... مٹی کے "دیئے" کئی ٹرکوں پر منگوائے جو سرسوں کے تیل سے جلانے تھے۔

۴:...... صد سالہ جشن کی مناسبت سے' ربوہ میں سو گھوڑے' سو ہاتھی اور سو ملکوں کے جھنڈے لہرانے کا انتظام کیا۔

۵:...... اس موقع پر ربوہ میں عورتوں اور مردوں کے لئے فوجی وردی تیار کی گئی' جسے پہن کر انہیں عسکری طاقت کا مظاہرہ کرنا تھا۔

تماشہ دیکھئے کہ جھوٹے کے جھوٹ کے سو سال

مکمل ہونے پر "صد سالہ جشن" اور وہ بھی آئین وقانون کی خلاف ورزی اور مسلمانوں کے لئے اشتعال کا باعث۔

قادیانی جماعت کی اس تیاری پر اسلامیان پاکستان کو تشویش لاحق ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر اپنی مرکزی ورکنگ کمیٹی کا دفتر مرکزیہ ملتان میں ۱۲/ مارچ ۱۹۸۹ء کو اجلاس طلب کیا اور اس تشویشناک صورت حال پر غور کرکے اہم فیصلے کئے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی، کراچی، ملتان، روزنامہ جنگ لاہور، کراچی، راولپنڈی، کوئٹہ کے تمام ایڈیشنوں میں آخری صفحہ پر ہزاروں روپیہ کی لاگت سے اشتہار دیا، جس میں جشن پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا اور پابندی نہ لگنے کی صورت میں ۲۳/ مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ (چناب نگر) پر "آل پاکستان ختم نبوت ریلی" منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔

کیس ہائیکورٹ میں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ محترم مولانا اللہ وسایا اور محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے پوری رات جاگ کر جواب الجواب تیار کیا۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔ ان کے چہرے ان کے دلوں کی طرح سیاہ ہوگئے اور مورخہ ۲۲/ مئی ۱۹۹۱ء کو سماعت مکمل ہوگئی۔ عالی جناب عزت مآب جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب نے مورخہ ۱۷/ ستمبر ۱۹۹۱ء کو فیصلہ سنایا۔ یہ فیصلہ ایمان پرور بھی ہے، حقائق افروز بھی۔ اس فیصلہ سے ایک بار پھر لاہور ہائی کورٹ کے عزت ووقار میں مزید در مزید اضافہ ہوا۔ فیصلہ کا ایک ایک حرف قدرت کی طرف سے مرزائیت کی رگ جان کے لئے نشتر ہے۔ پڑھیے سر دھنئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے:

اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، ہماری اس آزمائش میں جس شخص نے جتنا حصہ ڈالا وہ اسی قدر مبارکباد اور شکریہ کا مستحق ہے۔

ربوہ میں منگائی گئی پولیس نے ۱۴۳ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کرلیا۔ ان میں سے چار کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں اور بقیہ ۴۰ کو دفعہ ۲۹۸سی ت پ نیز دفعہ ۱۴۴ کی مشترکہ خلاف ورزی کے الزام میں پکڑا گیا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے پٹاخے چلائے، نعرے لگائے، سینوں پر بیج سجائے اور محلوں پر پہرہ دیا، جشن پر پابندی لگ گئی، قادیانیت پر اوس پڑ گئی۔

فیصلہ۲: سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ کا فیصلہ:

جس نے قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی اور یادگار فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کردی:

"احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں" اور یہ کہ:

"اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے ۱۴۰ وفود نے شرکت کی تھی، بالاتفاق رائے قرار دیا تھا کہ: قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے، جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔"

مذکورہ بالا حقائق اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں شریعت اپیلیں نمبر ۲۴ اور ۲۵ برائے ۱۹۸۴ء واپس لئے جانے کی وجہ سے خارج کی جاتی ہیں اور قرار دیا جاتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا زیر بحث فیصلہ ملک میں نافذ العمل رہے گا، خرچ کا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔ (دستخط مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ چیئرمین)

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے: علامہ اقبالؒ

فیصلہ۳: قادیانیوں کی کلمہ طیبہ کی توہین:

عزت مآب جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب:

"مرزا غلام احمد قادیانی نے بذات خود "محمد رسول اللہ" ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی، جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو مسترد کیا، اور اس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا "خود کاشتہ پودا" ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں تو اس صورت میں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس اظہار رائے کے ساتھ مذکورہ درخواست ضمانت بطور دستبرداری خارج کی جاتی ہے۔"

دستخط: جج (۳۵۸-لاہور ۱۹۸۷ء پی ایل ڈی)

(قادیانی شعائر اسلامی استعمال نہیں کرسکتے)

فیصلہ۴: وفاقی شرعی عدالت کا تاریخ ساز فیصلہ:

تعارف: جس کا ایک ایک لفظ فتنہ قادیانیت کے لئے رگ نشتر ہے، وفاقی شرعی عدالت نے آرڈی نینس کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دیا۔ اس امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ پریس آرڈی نینس میں بھی ترمیم کردی گئی تھی، جس کے تحت الفضل ربوہ بند ہوگیا تھا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی صاحبزادی بیگم زرداری، محترمہ بے نظیر صاحبہ تشریف لائیں تو پریس کی آزادی کے ضمن میں اقدامات کرتے ہوئے پریس آرڈی نینس کی ترمیم کو اڑا دیا۔ جناب صدر مملکت غلام اسحاق خان نے اس پر تائیدی دستخط کردیئے۔ الفضل جاری ہوگیا۔ محترمہ بے نظیر صاحبہ اور غلام اسحاق خان کی اس حرکت کا ہمارے پاس سوائے افسوس کے اور کوئی علاج نہ تھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ان دنوں قومی اسمبلی کے ممبر تھے، انہوں نے بڑی کوشش وسعی کی مگر محترمہ بے نظیر صاحبہ

اور وزیر داخلہ اعتزاز صاحب نے پیچھے پر ہاتھ نہ دھرنے دیا۔ الفضل نے اپنی ترنگ میں آکر چوکڑی بھرنی چاہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے مقدمات میں الجھا دیا اسے چھٹی کا دودھ یاد آ گیا:

"قادیانیوں کے لئے روانہ تھا کہ وہ خود کو مسلمان کہتے یا اپنے تصور کے اسلام کو حقیقی اسلام کے طور پر اشاعت کرتے لیکن انہوں نے آئینی ترمیم کا بالکل احترام نہیں کیا اور اپنے عقیدے کو پہلے کی طرح اسلام قرار دیتے رہے۔ مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر ان دونوں پلیٹینز میں کوئی وزن نہیں ہے اور انہیں خارج کیا جاتا ہے۔"

(چیف جسٹس جج ۲ جج ۳ جج ۴ اسلام آباد)

۲۹/ اکتوبر ۱۹۸۴ء (PLD 1985, FSC 8)

فیصلہ۵ کوئٹہ ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ:

عزت مآب جناب جسٹس امیر الملک مینگل صاحب:

بہر حال اس مقدمے کی عجیب صورتحال اور اس امر واقعہ کے پیش نظر کہ درخواست دہندگان اولین مجرم ہیں۔ سزا کی مقدار کے سلسلے میں نرم رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک سال قید با مشقت کو کم کر کے نو ماہ قید با مشقت کی سزا دی جاتی ہے تاہم جرمانے کی رقم اتنی ہی رہے گی۔

فیصلہ نمبر۶:

قادیانیوں کی توہین رسالت، اہل بیت اور اسلام دشمن سرگرمیوں پر لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ جس کا ہر ایک لفظ امت مسلمہ کو دعوت فکر و عمل دیتا ہے۔

۱۴۔ عدالت کے روبرو پیش کردہ دلائل اور فریقین کے مباحث کی روشنی میں ملزمان ضمانت کے مستحق نہیں ہیں۔ نتیجتاً ان کی درخواست ضمانت خارج کی جاتی ہے۔ (دستخط مسٹر جسٹس میاں نذیر اختر' لاہور ہائیکورٹ تاریخ فیصلہ ۱۲/ اگست ۱۹۹۲ء)

۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ۷:

جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے۔

۸۔ بریں عدالت اسے معاف نہیں کر سکتی کہ سائیلان نے یونیورسٹی اور عدالت کو ایک ایسے نازک مسئلے میں ملوث کرنے کی سعی کی۔ ان پر لازم ہے کہ جب تک یہ شق موجود ہے وہ آئین کے مطابق عمل کریں۔ مندرجہ بالا امور کی روشنی میں مجھے اس رٹ درخواست میں کوئی خوبی معلوم نہیں ہوتی۔ لہٰذا اسے فوری طور پر خارج کیا جاتا ہے۔

دستخط جسٹس گل محمد خان جج لاہور ہائیکورٹ

(Not Reported' ترجمہ اظہار الحق ایڈووکیٹ)

فیصلہ۸: لاہور ہائیکورٹ کا یادگار فیصلہ:

"کوئی قادیانی مسلم اکثریت والے گاؤں کا نمبردار نہیں ہو سکتا۔"

جسٹس میاں محبوب احمد کا اعلان حق:

ہر شخص اور ہر اس شخص کے متبعین' جنہوں نے اسلامی عقیدۂ ختم نبوت سے انحراف کیا ہے' نہ صرف انہوں نے اپنے ایمان تباہ کئے ہیں بلکہ ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

فیصلہ۹: گستاخ رسول کی سزا قتل:

تعارف: جو شخص حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہو حتیٰ کہ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ اشارے' کنائے سے بھی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ کافر' مرتد' زندیق' واجب القتل اور جہنمی ہے۔ امت مسلمہ کی بقاء اسی میں ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کر دیا جائے۔

۲۸۔ ایک شق کا مزید اضافہ اس دفعہ میں کیا جائے تا کہ وہی اعمال اور چیزیں جب دوسرے پیغمبروں کے متعلق کہی جائیں وہ بھی اسی سزا کے مستوجب جرم بن جائے جو اوپر تجویز کی گئی ہے۔

۲۹۔ اس حکم کی ایک نقل صدر پاکستان کو دستور کی آرٹیکل ۲۰۳ و (۳) کے تحت ارسال کی جائے تا کہ قانون میں ترمیم کے اقدامات کئے جائیں اور اسے احکامات اسلامی کے مطابق بنایا جائے۔ اگر ۳۰/ اپریل ۱۹۹۱ء تک ایسا نہیں کیا جائے تو "یا عمر قید" کے الفاظ دفعہ ۲۹۵سی تعزیرات پاکستان میں اس تاریخ سے غیر موثر ہو جائیں گے۔

(PLD FSC 1991 Vol XLIII PAGE 10)

(شعائر اسلام استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ)

فیصلہ۱۰: تاریخ ساز فیصلہ:

جس نے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی:

ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں/ احمدیوں کو اپنی شخصیات' مقامات اور معمولات کے لئے نئے خطاب' القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔

عدالت کا حکم:

عدالت نے کثرت رائے سے قرار دیا ہے کہ مذکورہ بالا تمام اپیلیں خارج کئے جانے کے لائق ہیں اور بذریعہ ہذا خارج کی جاتی ہیں۔ فوجداری اپیل نمبر ۳۱۔ کے تا ۳۵۔ کے لغایت ۸۹ کے سزا یافتگان جو اس وقت ضمانت پر ہیں۔ فوراً حراست میں لے لئے جائیں گے اور انہیں عدالت کی طرف سے دی گئی باقی ماندہ سزا بھگتنی ہوگی۔ (جسٹس شفیع الرحمن) ☆......☆

دوسری اور آخری قسط

انسانی حقوق

اسلامی تناظر میں

محمد جسیم الدین قاسمی

عام مسلمانوں اور تمام انسانوں کے علاوہ اسلام نے زندگی کا حق اور اس کے تحفظ کا حق ملزموں اور مجرموں کو بھی دیا ہے' اسلامی قانون انصاف کا تقاضا ہے کہ جب تک کسی پر الزام رہے اور اس کا جرم ثابت نہ ہو جائے اس کو نہ سزا دی جاسکتی ہے اور نہ اس کی جان لی جاسکتی ہے۔

زندگی اور اس کے تحفظ کے جن حقوق کی ضمانت اسلام نے فراہم کی ہے اگر ان کا موازنہ موجودہ حقوق انسانی کی دستاویز سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی حقوق انسانی کی بنیاد' سب کی خیر اور فلاح عام کے آدرش پر رکھی گئی ہے' وہ آدرش جو انسانی بہبود کی ضمانت دیتا اور اجتماعی عدل و انصاف کو بروئے کار لاتا ہے۔

اسلام اور آزادی:

قانون فطرت ہے کہ تمام انسانوں کو آزاد پیدا کیا گیا ہے' اسلام نے ان کو فطرت پر پیدا کیے جانے کی جو حقیقت قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کے حوالے سے بیان کی ہے' اس سے بھی ان کے آزاد پیدا ہونے اور آزاد رہنے کے حقوق معلوم ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات کریمہ انسان کے حق آزادی کا ذکر صراحت کے ساتھ یا مضمر انداز میں اس کی تخلیق کے حوالے سے کرتی ہیں' اسی طرح احادیث نبویؐ میں سب سے اہم وہ فرمان ہے' جس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس شخص کے خلاف مدعی اور وکیل استغاثہ ہوں گے جو آزاد انسانوں کو غلام بناتا' ان کی خرید و فروخت کرتا اور اس سے روزی کھاتا ہے۔ (ملا علی قاری: مرقاۃ المفاتیح)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور مقولہ ہے کہ تمام لوگ آزاد پیدا ہوئے ہیں اور تم نے ان کو غلام کیسے بنالیا؟ شخصی آزادی کا اہم پہلو یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم محض شبہ کی بنیاد پر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ حالات و قرائن یا ثبوت اگر ارتکاب جرم کی نشاندہی کریں تو ایسے شخص کو گرفتار کرکے فوراً قاضی/عدالت میں پیش کرنا ضروری ہے' پھر عدالت اور قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جلد از جلد اس کے مقدمہ کا فیصلہ صادر کریں' بلا ثبوت جرم کسی شخص کو اس کی شخصی آزادی سے محروم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کو سزا دی جاسکتی ہے۔

شخصی آزادی کا ایک نادر و نایاب حق جو اسلام تمام انسانوں کو بلاتفریق مذہب و ملت عطا کرتا ہے' وہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے فعل' اپنے جرم کا ذمہ دار ہوتا ہے' کسی شخص کو اس کے والدین' بھائی' بہن یا دوسرے متعلقین کے کئے پر نہیں پکڑا جاسکتا۔

یہ حق قرآنی آیات کریمہ:

"اور کوئی شخص دوسرے (کے گناہوں) کا بوجھ (اپنے اوپر) نہیں لے گا۔" (سورۃ انعام)

اس کے علاوہ متعدد آیات مقدسہ اور احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے' یہ بہت جامع اور مانع اسلامی اصول اور حق انسانی ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں ہر قسم کی کارکردگی پر حاوی ہے' پورے اسلامی دور حکمرانی میں بھی یہ حق تمام انسانوں کو برابر حاصل رہا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کسی کے جرم کی سزا کسی دوسرے بے خطا کو دی گئی' جب کہ آج کے دور میں تقریباً مسلمہ اصول کہ مجرم کے کئے کی یا محض ملزم پر شبہ کی پاداش میں سزا اس کے متعلقین کو دی جاتی ہے۔

موجودہ دور کی حکومتی کارروائیوں سے اور انسانی حقوق کی دہائیوں سے اگر اسلامی حقوق انسانی کا موازنہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ آج کی مہذب و متمدن اور تعلیم یافتہ اقوام کس طرح انسانی حقوق پامال کر رہی ہیں؟ ہندوستان میں سیاہ قانون ٹاڈا' اس کے بعد پوٹا اس کی ایک بدترین مثال ہے' جسے خاص کر مسلم اقلیت کے خلاف استعمال کرکے انسانی حقوق ہی کو نہیں انسانیت کو پامال کیا گیا۔

عزت و آبرو کے تحفظ کا حق:

شخصی آزادی اور زندگی کے تحفظ کے حقوق سے عزت و آبرو کے تحفظ کا حق نکلتا ہے' ایک طرح یہ اول الذکر کی توسیع ہے' اسلام ہر شخص کو چاہے وہ

مرد ہو، عورت یا بچہ، مسلم ہو یا غیر مسلم یہ حق عطا کرتا ہے کہ اس کی عزت و آبرو پر کیچڑ نہیں اچھالی جائے گی، اسی لئے اسلام نے بہتان تراشی اور الزام طرازی کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے مجرموں کے لئے سخت سزائیں مقرر کی ہیں، الزام تراشی کا سرچشمہ دراصل استہزا، بے جا مذاق اور تحقیر کے دھاروں سے پھوٹتا ہے، اس لئے اسلام نے مسلمانوں کو خاص کر اور ان کے ذریعے دوسرے انسانوں کو بالعموم یہ حکم دیا ہے کہ وہ چغل خوری، استہزاء، طنز و تعریض سے پرہیز کریں اور کسی پر الزام نہ لگائیں، کسی کے پیٹھ پیچھے اس کا ایسا ذکر نہ کریں جو اگر اس کے سامنے کیا جاتا تو اس کو ناگوار گزرتا۔ (خطیب التبریزی ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی مشکوٰۃ المصابیح، مطبع اصح المطابع فی بلدۃ الکناؤ)

ایک غلط فہمی آج یہ پیدا ہوگئی ہے کہ عزت و آبرو محفوظ رکھنے کے حق کو عام طور سے عورتوں کے لئے خاص کردیا جاتا ہے، غالباً اس کا سبب یہ سماجی عدم توازن ہے کہ عورت پر اس کے کمزور ہونے کے سبب زیادہ آسانی اور تیزی سے الزام لگایا جاسکتا ہے، ورنہ اسلام نے مرد اور عورت کی عزت و آبرو کے تحفظ کے حق میں کوئی فرق روا نہیں رکھا ہے، یہ حق سبھی کو حاصل ہے حتی کہ غیر مسلم کو بھی۔

موجودہ مغربی انسانی حقوق کے تصور کے مطابق توہین یا ہتک عزت کا الزام ثابت کرنے کی ذمہ داری اس شخص پر ڈالی گئی ہے، جس کی عزت و آبرو پر کیچڑ اچھالی گئی اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے ''صاحب عزت'' اور آبرومند ہونے کا ثبوت و شہادت فراہم کرے۔ اسلام نے مجرم کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ اپنی بے گناہی ثابت کرے، ہتک عزت کے شکار کو نہیں۔ اسلام بنیادی طور سے ہر شخص کو صاحب عزت و آبرو سمجھتا ہے جب کہ مغربی تصور میں شرافت و نجابت کا معیار اس کا سماجی وقار ہوتا ہے۔

عقیدہ و اظہار کی آزادی:

شخصی آزادی کے مجملہ دوسرے حقوق میں سے ایک عقیدہ کی آزادی ہے، یہ بہت وسیع تصور اور جامع حق ہے، اس میں مذہب و مسلک، سیاسی فکر، فقہی رائے، عقلی استدلال، علمی نظر، تحقیقی و تصنیفی طرز عمل غرض یہ کہ ہر طرح کے عقیدہ کی آزادی شامل ہے۔

دنیا میں اسلام ہی وہ واحد دین اور نظام حیات ہے جو تمام انسانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جو چاہے مذہب اختیار کریں، جو چاہے مسلک اپنائیں، جو چاہے فقہ اختیار کریں اور جس فکر و نظر کو پسند کریں اس کو اپنالیں۔ یہاں تک کہ وہ ایسا نظام حیات اور سیاسی و مذہبی عقیدہ اختیار کرسکتے ہیں جو اسلامی نظریہ حیات کے قطعی مخالف ہو، دنیا کا کوئی دوسرا نظام ایسے عقیدہ اور فکر کی آزادی عطا نہیں کرتا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''لا اکراہ فی الدین۔''

(سورۂ بقرہ)

''کسی کو دین اسلام میں داخل کرنے کے لئے زور زبردستی کی اجازت نہیں۔''

جس طرح اسلام دل و دماغ میں عقیدہ و فکر نظر رکھنے کی اجازت دیتا ہے، اسی طرح ہر شخص کو اس کے عقیدہ اور مسلک و فکر کے مطابق اس کے اظہار اور اس پر عمل کی آزادی کا حق بھی عطا کرتا ہے، مسلم ہو یا غیر مسلم ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات، مسلکی افکار، فقہی آراء اور سیاسی و سماجی نظریات وغیرہ کا اعلان و اظہار کرے۔

اسلام کے اس حکیمانہ تصور کا اثر تھا کہ تمام اسلامی یا مسلم ادوار میں کسی بھی شخص، طبقہ یا گروہ پر ان کے خیالات و نظریات کے سبب پابندی لگائی گئی ہو اور ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہو، خواہ وہ خوارج، معتزلہ، جبریہ، قدریہ اور مرجیہ جیسے مسلم فرقے رہے ہوں یا عیسائی، یہودی، زرتشتی، مجوسی، ہندو، جینی، بدھ مت اور قبطی وغیرہ غیر اسلامی طبقات رہے ہوں۔ (سورۂ بقرہ)

اظہار فکر و اعلان عقیدہ کے ضمن میں اسلام نے ایک اصول یہ بنادیا ہے کہ وہ معروف ہو، منکر نہ ہو مگر دو قسم کی پابندی بھی عائد کی ہے: ایک یہ کہ ایسے عقائد و افکار کا اظہار نہ کیا جائے جن سے انسانی سماج میں انتشار و اضطراب پیدا ہو اور دوسرے یہ کہ عام اخلاق اور اخلاقیات انسانی پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔

قانون کی نظر میں مساوات کا حق:

ایک لحاظ سے یہ حق انسانی شخصی آزادی کے حق کا حصہ نظر آتا ہے اور دوسرے اعتبار سے انسانی برابری کے تصور کا نتیجہ، اسلام نے انسانی مساوات کا تصور بہت سی قرآنی آیات اور نبوی احادیث میں واضح کیا ہے، کہیں یہ کہا ہے کہ تمام انسان ایک انسان کی اولاد ہیں اور وہ حضرت انسان مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ (صدیقی: محمد یٰسین مظہر پروفیسر شعبۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ، دعوت ''حقوق انسانی'' ۱۹۹۵ء)

کہیں فرمایا وہ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، کہیں انسانی مساوات کا تعلق ایک اللہ کی عیال، مخلوق، کنبہ وغیرہ سے جوڑا، کہیں مخلوقات الٰہی کے اجتماعی تصور سے ایک جگہ فرمایا کہ کسی عربی کو کسی عجمی

پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر' نہ کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور نہ کسی سیاہ فام کو سفید فام پر (بلندی) صرف تقویٰ سے ہے۔ (بیہقی: ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی م ۴۵۸ھ السنن الکبریٰ)

کہیں خاندان کی فضیلت کی نفی کی اور کہیں پیدائشی برتری اور نسبی تفوق کی' ان تمام احکام و فرامین کا ایک ہی مقصد ہے کہ تمام انسانوں کو بطور انسان برابری اور مساوات قائم کی جائے۔

ظاہر ہے کہ جب تمام انسان اپنی پیدائش' اپنی خلقت اور اپنی بشریت کے سبب مساوی ہیں تو ان کو تمام قانونی اختیارات وحقوق بھی برابر حاصل ہیں' اسلام نے تمام انسانوں کو قانون کی نگاہ میں یکساں اور برابر قرار دیا ہے۔ رنگ ونسل' علاقہ وقبیلہ' تہذیب وتمدن' فکر وعقیدہ حتیٰ کہ دین ومذہب کی بنا پر ان میں فرق نہیں کیا' اسی لئے اسلامی قانون فوجداری اور شہری دونوں میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں پائی جاتی' اس سے بڑھ کر یہ تصور وفکر ہے کہ حکمرانوں کو بھی قانون سے بالاتر کوئی حق حاصل نہیں۔ یعنی اسلامی حکومت میں سب سے بڑا انسانی حکمران خلیفہ بھی اور اس کے تمام کارندے اور عمال بھی قانون کی نظر میں یکساں اور برابر ہیں اور اگر وہ کسی شخص کے ساتھ ظلم وجبر کریں تو ان کے خلاف فریاد کی جاسکتی ہے اور ان کو قانون کے کٹہرے میں کھڑا کیا جاسکتا ہے' قانونی فکر اور دستوری دفعہ کے لحاظ سے اسلامی ریاست کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلیفہ سے لے کر کسی بھی معمولی کارکن حکومت تک کے خلاف قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کرسکتا ہے اور اسے اس حق سے کوئی نہیں روک سکتا۔

قانون کی نگاہ میں تمام انسانوں کی برابری کا تصور اور اس کے مطابق عمل دراصل اسلامی نظریہ عدل وانصاف سے وجود میں آیا' قرآن مجید کی متعدد آیات شریفہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث بلا کسی ابہام کے یہ واضح کرتی ہیں کہ تمام انسانوں کے لئے عدل وانصاف کے دروازے کھلے ہیں' اسلام نہ تو کسی پر ظلم کرنے کا حق دیتا ہے اور نہ اسے روا رکھتا ہے' یہاں تک کہ مظلوم کے لئے خاص کر تمام انسانی معاشرہ کے لئے بالعموم یہ اصول بتایا کہ ظلم کو کسی حال میں برداشت نہ کریں' اس سلسلہ میں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے کہ اپنے ظالم اور مظلوم بھائی کی مدد کرو' ظالم کی اس طرح سے کہ اس کو ظلم سے روک دو اور مظلوم کی اس طرح کہ اس پر ظلم نہ ہونے دو اور اگر اس کا ارتکاب ہوجائے تو اس کی دادرسی کرو۔ (بخاری ومسلم)

بنیادی ضروریات کا حق:

جسم وجان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے ہر انسان کو بعض بنیادی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے' جسے عام طور سے بنیادی ضروریات کا حق کہا جاتا ہے اور تمام مادی افکار وتصورات کے مطابق ان کو چند مادی آسائشوں تک محدود کردیا جاتا ہے اور تمام روحانی' اخلاقی اور قلبی ضروریات کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے' اس لئے وہ جسمانی مادی ضروریات کے پہلو بہ پہلو روحانی اور اخلاقی ضروریات کا بھی برابر لحاظ کرتا ہے' چونکہ ان دونوں قسم کی ضروریات میں عدم توازن سے انسانی شخصیت میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے اور جب فرد و شخص کی فطرت متاثر ہوجاتی ہے تو پورا انسانی سماج اس سے متاثر و بیمار ہوجاتا ہے۔

یورپ کی جمعیت الامام البخاری کے صدر اور تحقیقات اسلامی کے استاذ اور اسلامی دانشور ڈاکٹر یوسف القطانی نے اپنے حالیہ خطبہ میں یہ بیان دیا ہے:

''اسلام کے اقتصادی حقوق کا سرچشمہ اسی نظام (انسانوں کے اقتصادی حقوق) سے پھوٹتا ہے جو دنیا کے گزشتہ اور آئندہ نظام ہائے زندگی کے درمیان بے مثال اور یکتا تصور کیا جاتا ہے اور جس کے ہم پلہ افراد انسانی کے فوز وفلاح کو بروئے کار لانے کے لئے کوئی نظام نہیں' اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ وہ انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے اور اسے ایک اہم انسانی حقوق تسلیم کرتے ہوئے بھرپور تحفظ فراہم کرتا ہے' اسلام مال کی حصولیابی کے لئے افراد انسانی کے لئے راہیں ہموار کرتا ہے' عمل کے حوالے سے اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور ہر شخص کو اس کے تگ ودو اور کدوکاوش کا بدلہ دیتا ہے۔'' (مسلم)

روحانی ضروریات کی تسکین کا حق:

عام طور سے انسانی حقوق کی فہرست میں انسانوں کی روحانی ضرورتوں کی فراہمی کے حق کو شامل نہیں کیا جاتا' مگر فطرت انسانی اور طبیعت بشری کا تقاضا ہے کہ ان کو بھی مادی ضروریات کی فراہمی کے حق کے ساتھ شامل کیا جائے' بلکہ ان کو بسا اوقات زیادہ اہم درجہ اور زور دیا جائے' کیونکہ مادی ضروریات کی تکمیل کے بعد بھی انسان روحانی طور سے ضرورت مند رہ جاتا ہے' بہرکیف اس سے تو کسی صاحب نظر کو انکار نہیں ہوسکتا کہ مادہ وجسم کے ساتھ روح وقلب کی ضرورتیں بھی لگی رہتی ہیں اور ان کی تسکین وتکمیل بھی ضروری ہے۔

اسلام نے دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کے

ذریعہ تمام انسانوں کی روحانی ضروریات کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا' اس کے لئے مسلمانوں پر ذمہ داری عائد کی کہ وہ تمام انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچائیں اور ان کو اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کریں اور اگر پوری امت اسلامیہ اس فریضہ کو انجام نہ دے تو کم از کم ایک جماعت یہ کام ضرور انجام دے ارشاد ربانی ہے:

"ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔" (الدعوة: العدد ۱۹۳۶/ ۱۱صفر ۱۴۲۵ھ رئیس التحریر الدکتور ماجد بن محمد الماجد)

یہ آیت عام ہے' اس سے مسلمانوں پر غیر مسلموں کا یہ حق ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں سے اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ یہ دراصل غیر مسلموں کا مسلمانوں پر روحانی حق ہے' اس لئے تحریر وتقریر' کتاب ومقالہ' زبانی اور عملی ہر لحاظ سے مسلمان اپنے برادران وطن کی روحانی ضروریات کی تکمیل کریں اور پورے عالم انسانی تک یہ پیغام حق پہنچائیں۔

اسی طرح نومسلموں اور دوسرے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا حق ہے جو بحیثیت مجموعی امت اسلامیہ پر اور اسلامی حکومت پر بالخصوص اور علماء واہل علم وفضل پر بالعموم عائد ہوتا ہے۔ اہل حق اپنے اس حق کی ادائیگی کے طالب ہوسکتے ہیں اور جن کی ذمہ داری ہے ان کو لازمی طور سے یہ حق ادا کرنا پڑے گا' وہ اپنے اس فریضہ کی ادائیگی سے انکار یا کوتاہی نہیں کرسکتے ورنہ کتمان علم اور فرائض سے غفلت وکوتاہی کے مجرم ہوں گے اور اس کا نتیجہ برا ہوگا۔ خشکی اور تری میں بداخلاقی وبدعنوانی کا سیلاب ٹوٹ پڑے گا' جس کی زد سے چھوٹا بڑا' امیر وغریب ہندو مسلم کوئی نہیں بچ سکے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

"واتقوا فتنة لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصة۔" (آل عمران)

بنیادی نکات:

گزشتہ صفحات میں جو بحث انسانی حقوق پر اسلام کے حوالے سے آئی ہے' وہ بذات خود واضح ہے' مگر بعض اہم نکات کی طرف ایک نگاہ ڈالنی ضروری معلوم ہوتی ہے:

۱: اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق کے باب میں اولین نکتہ یہ ہے کہ وہ حکیم ودانا اللہ رب العزت کے عطا کردہ ہیں' جبکہ موجودہ دور میں انسانی حقوق انسانی تہذیب وتمدن کے ایک خاص ارتقاء اور ایک حد تک مغربی افکار کی دین ہیں' ان دونوں میں وہی فرق ہے جو ایک حکیم ورحیم مالک کل عطا میں اور ناقص انسان کی کوتاہ فکر میں ہوتا ہے۔

۲: اسلامی انسانی حقوق انسان کی فطرت کے عین مطابق ہیں اور ان میں اس کی پوری رعایت رکھی گئی ہے جب کہ عصری انسانی حقوق میں انسانی فطرت کا کامل لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ حقوق انسانی ایک فرد وشخص کی پوری زندگی کے تمام گوشوں اور زاویوں کا احاطہ کرتے ہیں' جب کہ مغربی حقوق انسانی صرف چند شعبوں سے سروکار رکھتے ہیں۔

۴: اسلام کے انسانی حقوق کا دائرہ بہت وسیع ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ انسانی حیات کے تمام گوشوں کے علاوہ اس کے تمام ممکنہ حصوں پر حاوی ہیں۔ دراصل اسلام میں تمام قسم کے حقوق انسانی حقوق کے دائرہ کار میں آتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مذہب ودین' رنگ ونسل' خاندان ونسب' رشتہ وقرابت علاقہ وملک اور دوسری تمام بنیادوں کو اسلامی انسانی حقوق کی تشکیل میں سامنے رکھا ہے۔

۵: تاثیر کے لحاظ سے بھی اسلام کے انسانی حقوق کو قانونی دستوری اور دینی واخلاقی دونوں طرح کی اہمیت وحیثیت حاصل ہے کہ اگر فرد گروہ یا حکومت ان کی خلاف ورزی کرے تو نہ صرف مجرم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے' بلکہ وہ اللہ کے یہاں گناہگار اور دنیا وآخرت میں سزائے الٰہی کا مستحق ہوگا۔

۶: اسلام کے انسانی حقوق کی اہم ترین خصوصیت اور صفت یہ ہے کہ وہ آفاقی بھی ہیں اور ابدی بھی' بلکہ ازلی بھی' جس دن سے یہ دنیا اور انسان وجود میں آیا ہے' اسے یہ حقوق بلا مطالبہ عطا کردیئے گئے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے عطا کردیئے گئے' ان میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔

۷: آفاقیت کے نقطۂ نظر سے اسلام تمام انسانوں کو ان کی انسانیت کے رشتہ وتعلق سے انسانی حقوق عطا کرتا ہے' وہ مسلم' غیر مسلم' علاقہ وطن' رنگ ونسل غرض یہ کہ کسی قسم کی تفریق نہیں کرتا جب کہ مغربی حقوق صرف اپنی قوم ملک یا علاقے و مفاد کے تحت صرف اپنے لوگوں کو یہ حقوق عطا کرتے ہیں' پھر مغرب ومغربی دنیا کا ہر ملک اپنے مفادات کے تحت صرف اپنے شہریوں کو حقوق عطا کرتا ہے اور وہی حقوق دوسرے لوگوں یا انسانوں کو نہیں دیتا' مثال کے طور پر عظیم برطانیہ' عظیم تر امریکا اور دوسرے یورپی ممالک آئرلینڈ' اسرائیل وفلسطین' بوسینیا' افغانستان اور دوسرے تمام تیسری دنیا کے ممالک کے ساتھ یہی رویہ اور پالیسی اپناتے ہیں' وہ جمہوریت کے دعویدار ہیں لیکن الجیریا میں

باقی صفحہ 13پر

مولانا حبیب الرحمن عثمانی

آخری قسط

دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا؟

مدینہ منورہ میں منافقین:

مدینہ منورہ کے دو قبیلے اوس و خزرج اگرچہ اکثر مسلمان ہوگئے تھے' مگر ان میں ایک جماعت منافقین کی بھی تھی' جو ظاہر میں اسلام قبول کر چکے تھے' مسلمانوں کے ساتھ ارکان اسلام ادا کرنے میں شریک ہوتے تھے' مگر فی الحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے' یہ جماعت مسلمانوں کے ساتھ لڑائیوں میں بھی شریک ہوتی تھی' لیکن ہر ممکن طریقہ سے مسلمانوں کو ستانے اور تکلیف پہنچانے میں درگزر نہ کرتی تھی' مسلمانوں کی عیب جوئی' ہر ہر بات پر اعتراض اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنا ان کا کام تھا' یہاں تک کہ مسلمانوں کی ایذا دہی اور دشمن اسلام کے ٹھہرانے اور چھپانے کے واسطے ایک مسجد بھی بنائی تھی جس کا ذکر کلام اللہ میں مسجد ضرار کے نام سے کیا گیا ہے' (چنانچہ ارشاد فرمایا گیا) والذین اتخذوا مسجداً ضراراً و کفراً و تفریقاً بین المومنین الایۃ' سورۃ توبہ: ۱۰۷) ایسے مار آستین اور چھپے دشمن سے جیسے نقصانات پہنچتے ہیں' اس سے غالباً دنیا کا کوئی مدبر اور ذی عقل بے خبر نہیں ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی نام بنام ان کا علم تھا (سیرت النبی لابن ہشام) مسلمان خود بھی ان کو خوب جانتے تھے' خصوصاً انصار' کیونکہ یہ لوگ انہیں کی قوم میں سے تھے' مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں جائز تشدد اور سختی کو بھی اختیار نہیں فرمایا' بلکہ اسلام کی اشاعت کو اس کی حقانیت اور صداقت کے سپرد کر کے منافقین کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور جس قدر نرمی' درگزر اور ملاطفت ممکن تھی کی گئی۔

ایک دفعہ سفر میں دو شخصوں کے درمیان' جن میں ایک مہاجرین کے ساتھ تھا' دوسرا انصار کے ساتھ' کسی بات پر جھگڑا ہوگیا' پہلے شخص نے مہاجرین کو دوسرے نے انصار کو اپنی اعانت کے لئے پکارا' منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی' اپنی قوم کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا' اس نے آواز سن کر کہا کہ کیا یہاں تک نوبت آگئی؟ مہاجرین ایسا کرنے لگے؟ اب کی دفعہ مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو ہم میں جو عزت والا ہے' ذلیلوں کو نکال دے گا اور جو لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے' ان سے یہ کہا کہ تم نے اپنے ہاتھ سے ایسا کیا ہے' اگر تم لوگ اب بھی ان کی امداد نہ کرو تو یہ لوگ مدینہ کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جاویں۔ زید بن ارقمؓ نے یہ گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کردی۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ عباد بن بشر کو حکم دیجئے وہ اس منافق کو قتل کردیں گے' ارشاد فرمایا یہ کسی طرح مناسب نہیں' لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں' لیکن آپ ﷺ نے اس قصہ کو فرو (ختم) کرنے کے لئے اسی وقت قافلہ کو کوچ کا حکم دے دیا' اسید بن حضیر نے جو سرداران انصار میں سے تھے' حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج بے وقت کوچ کا حکم کیوں دیا گیا؟ ارشاد فرمایا کیا تم نے عبداللہ بن ابی' کا مقولہ نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے کہ مدینے پہنچ کر عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ اسید بن حضیر نے عرض کیا کہ بس تو یا رسول اللہ! آپ ﷺ ان کو نکال دیں گے۔ عبداللہ بن ابی' کو معلوم ہوا کہ یہ قصہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا ہے تو اس نے آکر جھوٹی قسمیں کھائیں کہ میں نے ہرگز نہیں کہا' حاضرین نے بھی کہا کہ یا رسول اللہ! زید بن ارقم لڑکے ہیں' شاید ان سے غلطی ہوگئی ہو' لیکن اس کے بعد ہی سورۃ منافقون نازل ہوگئی اور آپ نے زید بن ارقم کے کان کو پکڑ کر فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کان کی تصدیق فرمائی ہے۔

عبداللہ بن ابی کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ تھا' سچے مسلمان تھے' ان کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا تو حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ کا قصد میرے باپ کو قتل کرنے کا ہے؟ اگر ایسا ہے تو آپ ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں خود اس کا سر اتار کر حاضر خدمت کردوں گا' فرمایا نہیں! ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا' حق صحبت ادا کریں گے۔ اس قصہ کے بعد یہ حال ہوگیا کہ جب عبداللہ بن ابی کوئی ایسا ویسا کلمہ زبان سے نکالتا تھا' خود اس کی قوم کے لوگ اس کو ڈانٹ دیتے اور دھمکا دیتے تھے۔ (سیرت النبی لابن ہشام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی صداقت اور دنیا کے تمام مذاہب پر غالب آجانے اور دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک پھیل جانے کا کامل یقین اور وعدہ ہائے خداوند ذوالجلال پر اس قدر بھروسہ تھا کہ ان سخت مخالفوں اور اندرونی دشمنوں کی عداوت کو' جو ہر وقت

مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ سدّ راہ نہ سمجھا اور ایسے مجرموں کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمایا' جن کے ساتھ نرمی کرنے کو کسی دنیوی سلطنت کا قانون بھی اجازت نہیں دیتا' لیکن انجام وہی ہوا' اسلام پوری قوت کے ساتھ پھیلا اور مدینہ منورہ منافقوں کے وجود سے خود بخود پاک و صاف ہوگیا۔

صلح حدیبیہ:

ہجرت سے تیسرے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا قصد فرمایا' ایک ہزار چار سو مسلمان ہم رکاب (سفر میں ساتھ ہونا) تھے۔ (تاریخ طبری)

راستہ میں چلتے چلتے آپ ﷺ کی ناقہ' جس کا نام قصواء تھا' بیٹھ گئی' لوگوں نے کہا کہ قصویٰ تھک گئی' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تھکی نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکی ہے اور پھر فرمایا کہ اہل مکہ جو بات مجھ سے ایسی طلب کریں گے جس میں بیت اللہ کی حرمت ثابت ہوتی ہو' قبول کروں گا۔ (تاریخ طبری)

پھر ناقہ کو اشارہ فرمایا' وہ کھڑی ہوکر چلنے لگی اور آپ ﷺ مکہ معظمہ کے قریب حدیبیہ میں مقیم ہوئے۔ (الکامل فی التاریخ)

کفار مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا' اس میں نامہ و پیام شروع ہوا' کفار نے سخت سے سخت شرطیں پیش کیں' آپ ﷺ نے سب (شرائط) کو مانا اور نہایت دب کر مصالحت کرلی گئی۔

عہد نامہ میں یہ شرائط تھیں:

ا:...... دس سال تک باہم فریقین میں کوئی لڑائی نہ ہو۔

۲:...... جو شخص آپ ﷺ کے پاس اپنے وارثوں کی اجازت کے بغیر مسلمان ہوکر آئے آپ ﷺ اس کو واپس کردیں اور جو شخص مسلمانوں میں سے قریش کے پاس آئے گا۔ اس کو نہ لوٹائیں گے۔

۳:...... اس سال آپ اسی طرح بغیر عمرہ کئے واپس جائیں' سال آئندہ آکر عمرہ کریں' صرف تین دن مکہ میں ٹھہریں' ہتھیار میانوں میں بندھے ہوئے ہوں۔" (الکامل فی التاریخ)

عہد نامہ مرتب ہونے کے بعد آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے ساتھ لائے ہوئے ہدی (قربانیوں) کو وہیں ذبح کرکے احرام کھول دیئے' مسلمان بر بناء اس خواب کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا' اس توقع میں تھے کہ فتح عظیم نصیب ہوگی مگر معاملہ برعکس ظاہر ہوا تو ان کے صدمہ کی انتہا باقی نہ رہی' قریب تھا کہ رنج و کوفت کی وجہ سے ہلاک ہوجاتے۔ (بخاری شریف)

حضرت عمرؓ بے انتہا صدمہ میں قابو سے باہر ہو رہے تھے' مضطرب پھرتے تھے' آپ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم حق پر ہیں تو کیوں اس ذلت کو گوارا کریں؟ مگر جواب ملا کہ اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں' وہ کبھی مجھے ضائع اور ذلیل نہ کرے گا' اسی اضطراب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئے' وہاں سے بھی یہی جواب ملا تو خاموش ہوکر بیٹھ رہے۔ (الکامل فی التاریخ)

حدیبیہ سے واپس ہوکر راستے میں سورۂ فتح نازل ہوئی' جس میں ارشاد ہے:

"انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔"

(فتح:۱)

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم کو کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی۔"

اس طرح بظاہر دب کر صلح کرلینے کو فتح مبین سمجھ لینا انسانی عقل سے بالاتر بات تھی' صحابہ کرامؓ بہت ہی زیادہ متعجب ہوئے کہ یہ فتح کیسی ہے؟ حضرت عمرؓ نے اس آیت شریفہ کو زبان مبارک سے سن کر عرض کیا: "او فتح ھو؟ "(یا رسول اللہ! کیا یہ فتح ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں فتح یہ ہے۔

درحقیقت یہ بڑی فتح تھی' اس سے قبل اسلام میں ایسی بڑی فتح نہیں ہوئی تھی' قبائل عرب کے لوگ لڑائی سے مطمئن و مامون ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صرف دو برس کے عرصہ میں اس قدر لوگ مسلمان ہوئے جتنے کہ ابتدائے اسلام سے سولہ برس کے عرصہ تک ہوئے تھے۔ قبائل عرب میں اسلام کا چرچا ہوگیا۔ (زاد المعاد)

صلح حدیبیہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر یہ لڑنا جھگڑنا تو درکنار اپنے خیال سے زیادہ اپنی بات کو نیچا کرنا قبول فرمایا' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس حالت میں اسلام کی عظمت و شوکت کو قیاس و گمان سے بڑھ کر ترقی عطا فرمائی' یہ تھا اسلام کی صداقت کا سکہ جس نے عالم دنیا کو اپنا مسخر بنایا۔ کوئی بڑا ہی نادان اس بات کے کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں کسی قسم کے زور و جبر کا دخل تھا۔ ... ☆☆

حکومت طلب مت کرو:

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے دو چچازاد بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم میں سے ایک نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جو علاقے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سپرد کئے ہیں ان میں سے کسی پر ہم کو مقرر فرمادیجئے' دوسرے نے بھی یہی خیال ظاہر کیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"واللہ یہ کام ہم اس کے سپرد نہیں کرتے جو اس کے لئے درخواست کرے یا اس کی آرزو کرے۔"

ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے فرمایا: "اے عبدالرحمٰنؓ! حکومت طلب مت کرو کیونکہ وہ اگر مانگنے سے ملے تو اس کا سب بوجھ تمہارے اوپر پڑ جائے گا اور اگر بلا طلب مل جائے تو تمہاری ہر طرح امداد ہوگی۔" (بخاری و مسلم' ابوداؤد' نسائی و ابن ماجہ)

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حکمتِ اصلاح کا ایک نمونہ

جگر مراد آبادی مرحوم ایک زمانہ تک شراب کے عادی رہے' لیکن آخر میں اللہ کا فضل شامل حال ہوا' اس عادت سے توبہ نصیب ہوگئی' اس فضلِ خداوندی کے پیچھے' اس عالمِ اسباب میں کس مردِ دانا کی کون سی تدبیر تھی؟ اس کا قصہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے جو خود واقعہ کے بیشتر حصہ کے عینی شاہد تھے...... اور پھر اس سے اصلاح وتربیت میں حسنِ تدبیر کا عملی سبق لیجئے۔

واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک روز حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی مجلس میں میں احقر بھی جارہا تھا۔ ہمارے محترم بزرگ خواجہ عزیز الحسن نے یہ ذکر کیا جگر مراد آبادی سے ایک مرتبہ میری ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ تھانہ بھون جانے اور حضرت کی زیارت کرنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ مگر میں اس مصیبت میں مبتلا ہوں کہ شراب کو نہیں چھوڑ سکتا' اس لئے مجبور ہوں کہ کیا منہ لے کر وہاں جاؤں۔

حضرتؒ نے پوچھا کہ پھر آپ نے کیا جواب دیا' خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ میں نے کہہ دیا کہ ہاں یہ بات تو صحیح ہے' ایسی حالت میں بزرگوں کے پاس جانا کیسے مناسب ہوسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا واہ خواجہ صاحب ہم تو سمجھتے تھے کہ اب آپ طریق کو سمجھ گئے ہیں مگر معلوم ہوا کہ ہمارا یہ خیال غلط تھا۔ خواجہ صاحب نے تعجب کے ساتھ سوال کیا کہ حضرت اگر میں یہ جواب نہ دیتا تو پھر کیا کہتا؟ حکیم الامت قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ کہہ دیتے کہ جس حال میں ہو اسی میں چلے جاؤ ممکن ہے کہ یہ زیارت وملاقات ہی اس بلا سے نجات کا ذریعہ بن جائے۔ حضرتؒ درحقیقت حکیم الامت اور امراض نفسانی کے حاذق طبیب تھے۔ آپ نے جگر صاحب کے طرزِ کلام اپنے فعل پر ندامت اور بزرگوں کی محبت کے داعیہ سے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ یہ آئیں گے تو ان کی اصلاح ہوجائے گی۔ اس لئے مذکورہ جواب دیا۔

خواجہ صاحب یہاں سے واپس گئے تو پھر اتفاقاً جگر صاحب سے ملاقات ہوگئی اور یہ سارا واقعہ جگر صاحب کو سنادیا' ان کی ہدایت واصلاح کا وقت آگیا تھا۔ حضرتؒ کے یہ کلمات سنتے ہی زار وقطار رونا شروع کیا اور بالآخر یہ عہد کرلیا کہ اب مر بھی جاؤں تو اس خبیث چیز کے پاس نہ جاؤں گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شراب کے چھوڑنے سے بیمار پڑ گئے' حالت نازک ہوگئی' اس وقت لوگوں نے کہا کہ آپ کی اس حالت میں بقدرِ ضرورت پینے کی تو شریعت بھی اجازت دے

مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

گی' آپ خود حکیم الامت سے مسئلہ دریافت کرلیجئے۔ مگر وہ جگر والے آدمی تھے' عزم پختہ کرچکے تھے سب کے جواب میں کہا کہ اب تو چھوڑ چکا ہوں' اگر میری زندگی مقدر ہے تو انشاء اللہ اس کو چھوڑ کر ہی زندہ رہوں گا' اور اللہ کے نزدیک وقت مقدر آگیا ہے تو آخر وقت میں اس ناپاک ام الخبائث سے اپنے منہ اور زبان کو کیوں ناپاک کروں؟؟

اللہ تعالیٰ اہل عزم وہمت کی مدد فرماتے ہیں' اس وقت بھی حق تعالیٰ کے مدد اور قدرت کاملہ سے چند روز کے بعد شفائے کامل حاصل ہوئی' اب ظاہر اور باطنی مرض سے شفاء حاصل کرنے کے بعد تھانہ بھون کا قصد کیا' جس روز وہ تشریف لائے اتفاقاً احقر اس روز بھی تھانہ بھون میں حاضر تھا۔ حضرتؒ نے بڑے احترام اور محبت کا معاملہ فرمایا' اور دیر تک معارف وحقائق کا بیان ہوتا رہا' جہاں تک مجھے یاد ہے حضرتؒ نے ان سے فرمایا کہ مجھے آپ کا ایک شعر بہت ہی پسند ہے۔ بار بار پڑھا کرتا ہوں اگر میں کسی شاعر کو شعر پر انعام دیتا تو اس شعر پر آپ کو بہت بڑا انعام دیتا وہ شعر یہ ہے:

میری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

اب یہ یاد نہیں کہ خود جگر صاحب نے درخواست کی کہ میں اپنی کوئی غزل سناؤں یا حاضرین مجلس میں سے کسی نے درخواست کی' جس پر حضرتؒ نے اجازت دے دی۔ اس وقت جگر صاحب مرحوم نے اپنی چند غزلیں مجلس میں سنائیں ایک غزل کے تین یہ شعر مجھے یاد رہ گئے:

بے کیف مئے ناب ہے معلوم نہیں کیوں
پھیکی شب مہتاب ہے معلوم نہیں کیوں
ساقی نے دیا تھا جو بصد عرضِ تمنا
وہ جرعہ بھی زہر آب ہے معلوم نہیں کیوں
دل آج بھی سینے میں دھڑکتا تو ہے لیکن
کشتی سے تہِ آب ہے معلوم نہیں کیوں

یہ پہلی ملاقات کی باتیں تھیں' اس کے بعد تو آمد ورفت اور خط وکتابت کا سلسلہ چل پڑا' جن میں بعض خطوط غالباً شائع بھی ہوچکے ہیں۔

☆☆............☆☆

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

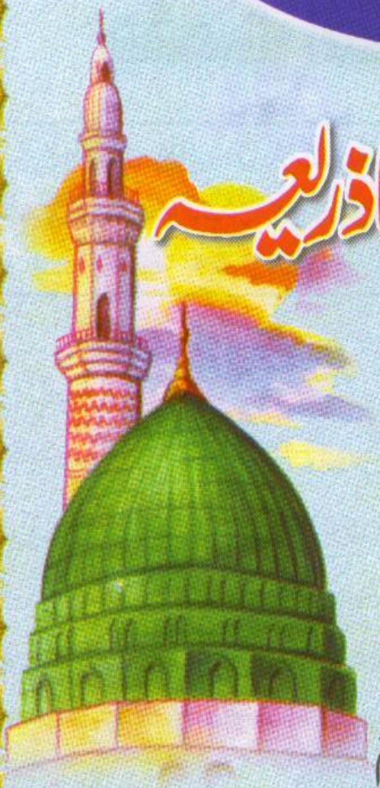

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاترِ ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمٰن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ